شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ سے شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ تک

(تاریخ کے آئینہ میں)

www.KitaboSunnat.com

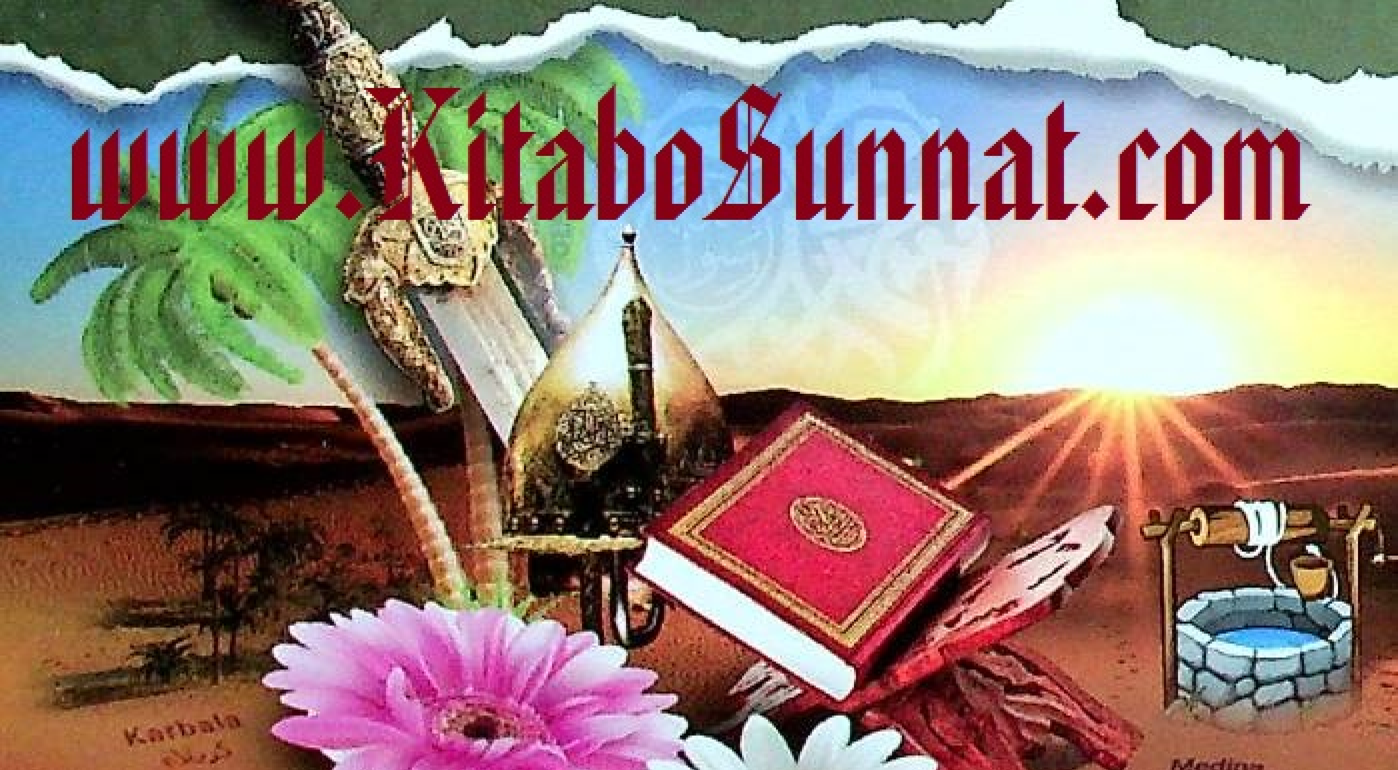

مرتب: الفت حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ
سے
شہادت حسین رضی اللہ عنہ
تک

تالیف

اُلفت حسین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ● شہادت عثمان رضی اللہ عنہ سے شہادت حسین رضی اللہ عنہ تک

تالیف ● اُلفت حسین

تعداد ● ایک ہزار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- عبداللہ بن سباء 9
- امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ 13
- آپ کا نام 13
- عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل 13
- خلافت و فتوحات 15
- طرابلس کی فتح 15
- اسپین پر حملہ 15
- قبرص کی فتح 16
- فارس پر قبضہ 16
- طبرستان کی فتح 16
- طخارستان کی فتح 16
- کش، دوار اور کابل کی فتوحات 17
- شہادت عثمان رضی اللہ عنہ 18
- اسباب 18
- عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا جائزہ 18
- قرابت داروں کو عہدے دینا 19
- دیگر حاکم 19

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ابوذر رضی اللہ عنہ کو جلاوطن کرنا 20
- مروان کو افریقہ کے مال غنیمت سے خمس دینا 20
- قرآن مجید کے نسخوں کو جلانا 20
- عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو شدید زدوکوب کرنا 21
- حکومتی چراگاہ کی توسیع 21
- سفر میں نماز قصر کی بجائے پوری پڑھنا 22
- عثمان رضی اللہ عنہ کا غزوات میں عدم شرکت 22
- عبیداللہ بن عمر کو ہرمزان کے بدلے قتل نہیں کیا 23
- جمعہ کے دن دوسری اذان کا اضافہ 24
- حکم بن العاص 24
- عبداللہ بن سباء کی سفارش 24
- عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر 26
- شہادت کی تیاری 28
- عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سلسلے میں مزید اقوال 29
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (35ھ تا 40ھ) 31
- خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (35 ہجری ...... 40 ہجری) 32
- خلافت کا دوسرا دن 34
- خلافت کا تیسرا روز 34
- شام پر حملہ کی تیاریاں 36
- ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا 38
- علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ سے روانگی 41
- محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کوفہ میں 41

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- مصالحت کی کوشش 42
- جنگ جمل 43
- جنگ کا خاتمہ 44
- جنگ میں مقتولین کے اعداد 45
- کوفہ دار الخلافہ 45
- قیس بن سعد کی معزولی 46
- جنگ صفین 47
- جنگ صفین 50
- اقرار نامہ اور میدان سے واپسی 52
- حکمین کی گفتگو 53
- فیصلے کا دن 54
- ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ 54
- اس کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فیصلہ سنایا 54
- خوارج کی سرکشی (37 ہجری) 55
- جنگ کی ابتداء 57
- شام کا ارادہ 57
- مصر پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبضہ (38 ہجری) 58
- دیگر اہم واقعات 59
- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب 60
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت (40 ہجری) 60
- امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی سیرت 61
- صحابہ کرام کا موقف 63

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- پہلا گروہ 63
- دوسرا گروہ 63
- تیسرا گروہ 63
- عام مسلمانوں کا موقف 63
- خلافت امیر المؤمنین سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ (40 ہجری) 65
- شرائط 67
- مدینہ میں قیام 68
- امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (41 ہجری سے 59 ہجری) 69
- خارجیوں سے جنگ 72
- زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ 72
- حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا قتل 73
- بغاوتوں پر قابو 74
- فتوحات 75
- سندھ کی فتوحات 75
- شمالی افریقہ کی فتوحات 75
- رومیوں سے معرکہ آرائی 76
- روڈس کی فتح 76
- یزید بن معاویہ (60 ہجری تا 64 ہجری) 77
- کردار یزید 77
- قتل حسین بن علی رضی اللہ عنہ 80
- اہل عراق کی حسین رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت 80
- عبیداللہ بن زیاد کی کوفہ آمد 81

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- مسلم بن عقیل کا قتل 81
- حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی مکہ سے روانگی 82
- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ 82
- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ 83
- عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ 83
- شاعر فرزدق 84
- کربلا میں داخلہ 84
- حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت 85
- اصل حقائق 85
- پانی کی بندش 86
- راس حسین رضی اللہ عنہ 86
- واقعہ کربلا کے راویوں کی حقیقت 86
- ابن جریر طبری کا حال 87
- ماتم قتل حسین رضی اللہ عنہ کا بانی 87
- حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کی شرعی حیثیت 88
- شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق تین گروہ 89
- پہلا گروہ 89
- دوسرا گروہ 89
- تیسرا گروہ 89
- شہادت حسین رضی اللہ عنہ میں یزید کا کردار 89
- بنی امیہ اور بنی ہاشم کی رشتہ داریاں 90
- اہل بیت اور بنوامیہ کی رشتہ داریاں 90

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- اہل بیت اور خلفاء ثلاثہ کی رشتہ داریاں 91
- سیدنا حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب 91
- یزید اور واقعہ حرہ 91
- یزید بن معاویہ کی فتوحات 95
- رومیوں سے جہاد 95
- عقبہ بن نافع کی شہادت 95
- حرف آخر 95

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن سباء

خیر و شر کی جنگ اور حزب اللہ و حزب الشیطان کی لڑائی ابتداء انسانی تخلیق سے لے کر اس کی انتہاء تک رہے گی۔ اس کا پہلا مقابلہ آدم علیہ السلام اور ابلیس کا تھا، نوح علیہ السلام اور ان کی قوم، ابراہیم علیہ السلام اور آذر، موسیٰ علیہ السلام اور فرعون، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی قوم۔ امت مسلمہ میں پہلی رخنہ اندازی یا فتنہ برپا کرنے والا کردار عبداللہ بن سباء منافق، یہودی، نوجوان اور نہایت ذہین، یمن کے شہر صنعاء کا رہنے والا تھا۔

چونکہ اسلام سے سب سے زیادہ نقصان یہودیت کو پہنچا تھا، اسی عداوت کی بناء پر عبداللہ بن سباء نے منصوبہ بندی کے تحت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور 33 ہجری میں صنعاء سے مدینہ کا رخ کیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور مدینہ میں سکونت اختیار کر لی۔ مدینہ میں رہ کر اس نے مسلمانوں کے اندر کمزوریوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا، اور مخالف تدابیر پر غور و فکر کیا۔ انہی دنوں عثمان کے پاس بصرہ سے خبریں پہنچیں کہ ایک شخص حکیم بن جبلہ ڈاکہ زنی کرتا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے گورنر بصرہ کو لکھا کہ حکیم بن جبلہ کو شہر بصرہ میں ہی نظر بند رکھیں۔ گورنر بصرہ نے حکیم کے شہر سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی۔ یہ خبر عبداللہ بن سباء کو پہنچی تو وہ مدینہ سے روانہ ہوا اور سیدھا جا کر حکیم بن جبلہ کے مکان میں رہائش اختیار کر لی۔ یہاں رہ کر اس نے اپنے آپ کو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا خیر خواہ ظاہر کیا۔ عبداللہ بن سباء نے اپنے آپ کو ایک داعی کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے پیش کیا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام شروع کیا۔

اس نے سادہ لوح مسلمانوں میں نئے نظریات پیش کیے مثلاً

1: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2: ہر نبی کا ایک وصی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے وصی علی رضی اللہ عنہ ہیں، لہٰذا خلافت ان کا حق ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ظلم سے خلافت حاصل کی۔

3: عثمانی عمال کے عیب تلاش کرنا اور ان کی تشہیر کرنا۔

4: عثمان رضی اللہ عنہ کی کنبہ پروری کے قصے بڑھا چڑھا کر پیش کرنا۔

عبداللہ بن عامر گورنر بصرہ کو جب اس فتنے کا علم ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن سباء کو بلوایا اور پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔

ابن سباء نے جواب دیا میں اسلام سے دلچسپی رکھتا ہوں اور یہودیت سے تائب ہو کر مسلمان ہوا ہوں۔ یہاں آپ کی رعایا بن کر زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔ عبداللہ بن عامر نے کہا میں نے تحقیق کی ہے اور مجھے تم اسلام کے لبادے میں یہودی معلوم ہوتے ہو، جو مسلمانوں میں ایک منظم سازش کے تحت انتشار پھیلانا چاہتا ہو۔ عبداللہ بن عامر کی گفتگو سے ابن سباء نے بصرہ میں اپنے قیام کو مناسب نہ سمجھا اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ بصرہ میں اس نے اپنے ہم خیال گروہ کو منظم کر لیا۔ کوفہ میں عبداللہ بن سباء نے اپنے زہد و تقویٰ کا سکہ لوگوں کے دلوں میں قائم کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا رہا، یہاں پر شرپسندوں کا سرغنہ مالک بن اشتر نخعی، جندب بن کعب، ابن الکوا اور عمیر بن صابی پہلے سے ہی فتنہ پھیلا رہے تھے۔ جب کوفہ میں اس فتنہ کا چرچا ہوا تو یہاں کے گورنر سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کو بلوا کر ڈانٹا اور وہاں کے شرفاء کو اس کے فتنے سے خبردار کیا۔ عبداللہ بن سباء بصرہ کی طرح کوفہ میں بھی ایک زبردست جماعت تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ چونکہ یہاں پہلے ہی ایک جماعت آئے دن عثمان رضی اللہ عنہ کی حکومت کے خلاف فتنے برپا کرتی رہتی تھی، جن میں قابل ذکر مالک بن اشتر تھا۔

www.kitabosunnat.com

عبداللہ بن سباء کوفہ کو چھوڑ کر دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں حالات کا جائزہ لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو شام سے نکال دیا ہے، کیونکہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی غلط باتوں پر ان کی روک ٹوک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔ شام میں اس کا منصوبہ کامیاب نہ ہو سکا۔ لہٰذا اس نے وہاں سے مصر کا رخ کیا۔ مصر پہنچ کر اس نے اپنے سابقہ تجربے کی بنیاد پر زیادہ محتاط طریقے سے کام شروع کیا اور اپنی پوری توانائی محبت اہل بیت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں صرف کی۔ مصر کے گورنر عبداللہ بن سعد کے خلاف وہاں کے مقامی لوگوں کو شکایات تھیں۔ لہٰذا عبداللہ بن سباء کو یہاں نسبتاً زیادہ کامیابی ہوئی اور ابن سباء نے خط وکتابت کا ایک باقاعدہ جال پھیلا دیا۔ مصر، کوفہ، بصرہ اور مدینہ کے درمیان جن میں عثمان رضی اللہ عنہ کے حکومتی عمال مظالم کے فرضی داستانیں گھڑنا شامل تھا کہ فلاں گورنر نے یہ مظالم کیے اور فلاں نے اس طرح ظلم وزیادتی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جب اس طرح کے خطوط پہنچے تو انہوں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مصر کی طرف اور محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آیا یہ واقعات صحیح ہیں یا غلط۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جب مصر پہنچے تو ان کو عبداللہ بن سباء کی جماعت نے اور ان لوگوں نے جو عبداللہ بن سعد گورنر مصر سے نالاں تھے اپنا ہم نواء وہم خیال بنا لیا۔ محمد بن مسلم نے بھی کوفہ پہنچ کر عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ یہاں کے لوگ بھی طعن وتشنیع اور بغاوت پر آمادہ نظر آتے ہیں۔

عبداللہ بن سباء اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا اور ایک باقاعدہ تحریک عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف شروع ہو گئی۔ ابن سباء ہی وہ شخص ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ کو الٰہ کا درجہ دیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے تحقیق کے بعد چالیس ایسے افراد کو آگ میں ڈال دیا جو ان کو الٰہ مانتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ عبداللہ بن سباء بھی ان چالیس افراد میں شامل تھا اور بعض میں ہے کہ وہ خراسان وایران کی طرف بھاگ گیا تھا۔ واللہ اعلم۔ یہی وہ یہودی تھا جس کی جماعت آج تک مختلف شکلوں میں موجود ہے۔ چاہے وہ یہود ونصاریٰ ہوں یا رافضی۔

عبداللہ بن سباء کے بارے میں شیعہ اسماء الرجال کی مستند ترین کتاب رجال کشی میں اس طرح ذکر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سباء پہلے یہودی تھا، پھر اسلام قبول کیا اور اپنی یہودیت کے زمانے میں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون کے بارے میں غلو کرتا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام میں داخل ہو کر اسی طرح کا غلو علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کرنے لگا۔ اور وہ پہلا شخص ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ کی امامت کے عقیدے کی فرضیت کا اعلان کیا، ان کے دشمنوں سے برأت ظاہر کی، کھلم کھلا ان کی مخالفت کی اور انہیں کافر قرار دیا۔“

(رجال کشی صفحہ 71 طبع بمجھی)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”شیعت کا یہ بانی عبداللہ بن سباء اور اس کے ساتھی علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا عقیدہ رکھتے (یعنی علی رضی اللہ عنہ اللہ ہیں) اور ان کی دعوت دینے کے جرم میں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے آگ میں ڈلوا کر ہلاک کر دیئے گئے۔“

(رجال کشی صفحہ 70)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

(24ھ/ 645ء۔ 35ھ۔ 665ء)

آپ کا نام:

آپ کا نام عثمان بن عفان تھا۔نسب عاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف ہے۔
آپ کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ تھیں اور آپ کی نانی رسول اللہ ﷺ کی سگی پھوپھی اور آپ ﷺ کے والد عبداللہ کی جڑواں بہن تھیں، نام ام حکیم بنت عبدالمطلب تھا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے یکے بعد دیگرے نکاح کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس لیے آپ ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل:

1: عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیش عسرہ، غزوہ تبوک کی تیاری کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک ہزار دینار آپ ﷺ کی جھولی میں ڈال دیے۔ آپ ﷺ ان دیناروں کو الٹا پلٹا رہے تھے اور آپ ﷺ نے اس موقعہ پر دو مرتبہ فرمایا۔

"آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔" (ترمذی)

2: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "دروازہ کھول دو اور اس کو ایک مصیبت کی بنا پر جنت کی بشارت دے دو۔" (بخاری)

3: رسول اللہ ﷺ کوہ احد پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ احد پہاڑ حرکت کرنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''احد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے علاوہ کوئی اور نہیں۔'' (بخاری)

4: مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فتنوں کے متعلق بیان کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فتنوں کے قریب ہونے کا ذکر کیا، اسی اثناء میں ایک شخص منہ پر کپڑا لپیٹے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ مرۃ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے ان کی طرف جا کر دیکھا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ (ترمذی)

5: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عثمان! اگر اللہ تجھے کسی روز اس منصب (خلافت) پر فائز کر دے تو منافق تجھ سے اس قمیض کے اتارنے کا مطالبہ کریں گے جو اللہ نے تجھے پہنائی ہے۔ تم وہ قمیض نہ اتارنا۔'' (ابن ماجہ)

6: رسول اللہ ﷺ نے (عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق) فرمایا: ''کیا میں اس سے نہ شرماؤں جس سے فرشتے شرماتے ہیں۔''

7: بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب مہاجرین مدینہ پہنچے تو ان کو مدینے کا پانی موافق نہ تھا۔ وہاں ایک پانی کا کنواں (جسے رومہ کہا جاتا تھا) بنی غفار قبیلہ کے ایک شخص کی ملکیت تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ جنت کے چشمے کے بدلے اس کو ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے یہ چشمہ 35 ہزار درہم کا خرید لیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کیا مجھے بھی اس چشمے کے بدلے میں جنت میں چشمہ ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں بالکل ملے گا، آپ نے عرض کی کہ میں نے وہ چشمہ خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ (معجم الکبیر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت وفتوحات

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے نئے خلیفہ کے انتخاب کے لیے چھ آدمیوں کو مقرر فرمایا تھا۔ آپ کی تدفین کے بعد مقداد رضی اللہ عنہ نے ان چھ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع کیا، مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا، تیسرے دن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چھ کی تعداد کو کم کیا جائے اور جو شخص جس کو خلافت کا اہل سمجھتا ہو اس کا نام پیش کر دے۔ اس تجویز پر سعد رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن بن عوف کا نام پیش کر دیا لیکن آپ نے منظور نہ کیا اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں لوگوں کو جمع کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمانوں نے بھی عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ (ابن سعد)

طرابلس کی فتح:

عبد اللہ بن ابی سرح والی مصر نے 27 ہجری میں شمالی افریقہ پر باقاعدہ فوج کشی کی۔ طرابلس الغرب کی حدود میں یہاں کا حاکم جرجیر ایک لاکھ بیس ہزار فوج لے کر مقابلے کے لیے آیا۔ دونوں میں عرصہ تک جنگ ہوتی رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک تازہ دم فوج کے ساتھ مدد کے لیے بھیجا۔ دونوں اسلامی لشکروں کی متحدہ فوج بھی کوئی فیصلہ کن کامیابی حاصل نہ کر سکی۔ آخر میں ایک دن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فوج کے ایک حصہ کو مصروف جنگ رکھا اور ایک حصہ کو شامل نہ کیا۔ آخر میں جب دونوں افواج نے تھک کر جنگ ختم کی اور آرام کرنے لگے تو اچانک اسلامی فوج نے طرابلسی فوج پر حملہ کر دیا جو کامیاب رہا اور جرجیر نے 25000 ہزار دینار سالانہ پر صلح کر لی۔

اسپین پر حملہ:

شمالی افریقہ کی فتح کے بعد بحر روم کا دروازہ کھل گیا اور عبد اللہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے اسپین کی فوج پر حملہ کیا اور واپس آ گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبرص کی فتح:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عہد فاروقی سے صوبہ دمشق کے والی تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں پورے شام کا والی بنا دیا۔ انہوں نے شام، عموریہ اور ملطیہ فتح کیے۔ قبرص پر فوج کشی کی اجازت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نہیں دی تھی کیونکہ وہ بحری جنگ کے خلاف تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری جنگ کی اجازت مانگی تو انہوں اپنے تحفظات کے ساتھ اجازت دے دی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص پر قبضہ کر لیا اور اہل قبرص نے سات ہزار دینار سالانہ پر صلح کر لی۔

فارس پر قبضہ:

عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزدگرد نے دوبارہ بغاوت کی اور فارس، کرمان اور خراسان پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن معمر رضی اللہ عنہ کو فارس کی مہم پر بھیجا لیکن وہ شکست کھا کر شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ والی بصرہ نے اس مہم کو سر کرنے کا بیڑا اٹھایا اور بصرہ سے فارس پہنچ کر حملہ کیا۔ اہل فارس نے پوری قوت سے مقابلہ کیا لیکن ابن عامر رضی اللہ عنہ نے انہیں شکست دے دی۔

طبرستان کی فتح:

30ھ میں سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے طبرستان پر فوج کشی کی۔ اس مہم میں حسن رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شریک ہوئے، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سیدھے جرجان پہنچے، یہاں کے باشندوں نے دو لاکھ سالانہ پر صلح کر لی۔ خراسان کو سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے مل کر فتح کیا۔ پورے خراسان میں اسلامی افواج پھیلا دیں۔ یزدگرد اس زمانہ میں یہیں تھا۔ مسلمانوں کے قبضے کے بعد مایوس ہو کر بھاگا اور ایک دہقانی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس کی موت کے ساتھ ہی ساسانی خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔

طخارستان کی فتح:

خراسان کی فتح کے بعد عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کو طخارستان بھیجا، ان کو دیکھ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طالقان، جوزجان اور فاریاب کے لوگ مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے آئے۔ مگر احنف بن قیس نے بڑی خون ریز جنگ کے بعد ان کو شکست دی۔

ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ نے بجستان کے صدر مقام زرنج پر حملہ کیا تو یہاں کے باشندے قلعہ بند ہو گئے۔ ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مجبوراً اہل قلعہ نے صلح کر لی اور مسلمان شہر میں داخل ہو گئے۔ ربیع کی افواج نے ایک سال تک یہاں قیام کیا۔

کش، دوار اور کابل کی فتوحات:

عبدالرحمٰن نے کش اور رنج سے لے کر دوار کے علاقے تک قبضہ کر لیا۔ دوار کے باشندے کوہ روز میں جمع ہوئے۔ ان لوگوں نے بلا مقابلہ ہی صلح کر لی۔ اس پہاڑ پر ایک بت نسب تھا جو خالص سونے کا تھا اور اس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ کر آنکھیں نکال لیں۔ پھر اس بت کو واپس کر دیا اور یہاں کے باشندوں کو بتایا کہ اس بت میں کوئی طاقت نہیں۔ اس فتح کے بعد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے غزنہ سے کابل تک کے علاقہ کو فتح کر لیا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں اسکندریہ، قبرص اور روڈس سے لے کر کابل تک فتوحات حاصل ہوئیں اور ان سب علاقوں میں اسلام پھیلا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ

اسباب:

عبداللہ بن سباء نے علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بہت سارے غلط عقائد پھیلانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی عقیدہ پھیلایا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی علی رضی اللہ عنہ ہیں، مزید کہا کہ یعنی اللہ نے خود علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی بنایا تھا۔ لہٰذا خلافت وحکومت صرف ایک گھرانے کا حق ہے۔ مزید اس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کہ انھوں نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کیا تھا۔ اب عثمان کو خلافت سے ہٹانا اور خلافت اہل بیت کے سپرد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مزید وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے اصحاب کے نام سے خطوط لکھتا اور فوجی چھاؤنیوں میں بھیجتا۔

سلیمان بن مہران اعمش فرماتے ہیں کہ تابعین کرام سمجھتے تھے کہ ملعون ابن سباء نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اسلوب پر سازشی خط لکھے تھے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس اثر کی سند صحیح ہے۔ (البدایہ والنہایہ)

اس طرح کے تمام خطوط جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ان صوبوں اور فوجی چھاؤنیوں کی طرف لکھے گئے تھے، ان میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مذمت کی جاتی تھی۔ مختلف صوبوں میں عبداللہ بن سباء کے ایجنٹ موجود تھے جو منظم طریقے سے اس طرح کی خط وکتابت کرتے اور عثمان رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے اور ان کے خلاف نفرت پھیلاتے۔

عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا جائزہ:

- اپنے قریبی رشتہ داروں کو گورنر مقرر کیا۔
- ابوذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- مروان بن حکم کو فریقہ کا خمس دیا۔
- ایک مصحف بنا کر باقی سارے قرآنی نسخے جلا دیے۔
- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مارا پیٹا۔
- حکومتی چراگاہ کی توسیع کی۔
- غزوۂ بدر میں حاضر نہ تھے۔
- وہ بیعت رضوان میں شریک نہ ہوئے تھے۔
- ہرمزان کے بدلے میں عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کیا۔
- جمعہ کے دن دوسری اذان کا اضافہ کیا۔
- مروان کے والد حکم بن العاص کو واپس مدینہ بلوایا جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کیا تھا۔

اب ہم ان تمام اعتراضات کا ترتیب وار جائزہ پیش کرتے ہیں۔

قرابت داروں کو عہدے دینا:

عثمان رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو مختلف صوبوں کا گورنر مقرر کیا۔ یہ پانچ گورنران کے خاندان کے افراد تھے۔

دیگر حاکم:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، قعقاع بن عمرو، جابر مزنی، حبیب بن مسلم، عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، ابوالاعور سلمی، حکیم بن سلامہ، اشعث بن قیس، جریر بن عبداللہ بجلی، عتیبہ بن نہاس، مالک بن حبیب، نسیر عجلی، سائب بن اقرع، سعید بن قیس، سلیمان بن ربیعہ، خنیس بن خنیش، کل اکیس حاکموں میں صرف پانچ حاکم اموی تھے۔ جن میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور سے ہی شام کے حاکم تھے اور وہ اس عہدے کے مستحق تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے قبل کوفہ سے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھی معزول کر دیا تھا۔ ابن تیمیہ نے یوں تبصرہ کیا کہ ہمارے علم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قریش کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی قبیلہ سے اتنے حاکم نہ تھے جتنے بنی امیہ سے تھے۔ اس کی وجہ ان کی تعداد، ان کی شرافت، سرداری اور معاملات کو سلجھانے کی خوبیاں نسبتاً زیادہ تھیں۔ (المنہاج السنہ)

ابوذر رضی اللہ عنہ کو جلاوطن کرنا:

ابوذر رضی اللہ عنہ کی جلاوطنی کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہوا جس کی وجہ سے ان کو شام سے مدینہ آنا پڑا۔ صحیح بخاری میں زید بن وہب کا بیان ہے: "میں ربذہ سے گزرا تو وہاں مجھے ابوذر رضی اللہ عنہ ملے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ یہاں کیوں رہتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں شام میں تھا کہ میرا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان لوگوں کے متعلق جھگڑا ہو گیا جو سونے چاندی کو جمع کر لیتے ہیں۔ معاویہ نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے متعلق نازل ہوئی اور ان کے متعلق بھی۔ یہ بحث جب طول پکڑ گئی تو انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے میری شکایت کی کہ لوگوں سے اس طرح کے مسائل میں بحث کرتے ہیں اور بھڑکاتے ہیں۔ تو امیر المومنین نے مجھے خط لکھ کر مدینہ منورہ چلے آنے کا حکم دیا۔ میں مدینے آگیا تو لوگ مجھے یوں دیکھنے لگے کہ گویا انہوں نے مجھے پہلے کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس بات کا تذکرہ عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو یہاں سے منتقل ہو جائیں تو میں یہاں قریب ہی رہنے لگا ہوں۔ اگر وہ مجھ پر حبشی کو بھی امیر بنا دیں تو میں اس کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ (صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ)

مروان کو افریقہ کے مال غنیمت سے خمس دینا:

مروان کو افریقہ کے مال غنیمت سے پانچواں حصہ دیا۔ یہ الزام کسی صحیح سند سے ثابت نہیں بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ پر محض اتہام اور جھوٹ ہے۔

قرآن مجید کے نسخوں کو جلانا:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ بات پہنچائی کہ لوگ قرآن میں تفرقہ بندی کا شکار ہو کر آپس میں شدید اختلاف کرنے لگے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ان پر قرآن سے کفر کا اندیشہ ہونے لگا ہے۔ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ لوگوں کو قرآن کی ایک قرأت پر اکٹھا کیا جائے۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں حضرت زید رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا جو نسخہ تیار کیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی نسخہ کی کاپیاں کیں اور ہر صوبے میں ایک ایک کاپی بھیج دی اور سب لوگوں کو حکم دیا کہ اس ماسٹر کاپی سے اپنے اپنے مصاحف تیار کریں اور اسی کے مطابق پڑھیں اور باقی تمام مصحف جو لوگوں نے مختلف ذرائع سے تیار کیے تھے اور ان میں کئی اغلاط تھیں اور انھی کی وجہ سے لوگوں کی قراءات میں اختلافات پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے عثمان رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف کو جلا دینے کا حکم دیا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ کل کلاں پھر قراءات کے اختلافات سر نہ اٹھائیں۔ امام ابن العربی المالکی ایک مصحف کے سوا باقی کو جلانے اور امت کو ایک قرآنی نسخ پر جمع کرنے کے متعلق فرماتے ہیں: "یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی عظیم ترین نیکی اور بہت بڑی خوبی ہے کہ انہوں نے اختلاف کی جڑ ختم کر دی اور اللہ نے آپ کے ہاتھ سے قرآن کی حفاظت فرمائی۔"

عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو شدید زدوکوب کرنا:

یہ سفید جھوٹ ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی انتڑیاں پھٹ جائیں اور زندہ رہیں کسی صحیح سند سے یہ ثابت نہیں۔

حکومتی چراگاہ کی توسیع:

ابن سباء کے ایجنٹوں نے یہ بھی الزام لگایا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے حکومتی چراگاہ کی توسیع کی ہے اور عام لوگوں کو اس میں جانور چرانے سے منع کر دیا ہے۔ حالانکہ نبی علیہ السلام نے یہ چراگاہ مخصوص کی تھی اور فرمایا تھا کہ چراگاہ پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے۔

(بخاری، کتاب المساقات)

اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے اونٹوں کے لیے چراگاہ مخصوص کی۔ اس طرح عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں حکومتی سرحدوں میں اضافہ ہوا۔ اموال و صدقات بڑھ گئے تو اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حساب سے ضروریات بھی بڑھ گئیں۔ لوگوں یعنی سبائی گروہ نے اعتراض کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مجھ سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ نے اونٹوں کی چراگاہ کے لیے جگہ متعین کی اور جب میں خلیفہ بنا تو صدقات کے اونٹ بڑھ گئے۔ اس لیے میں نے چراگاہ وسیع کر دی۔

(مسند احمد، فضائل صحابہ)

یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اس چراگاہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ذاتی جانور نہیں چرتے تھے، بلکہ وہ اونٹ بیت المال کے تھے، یعنی قومی اثاثہ تھا، ذاتی نہیں۔

سفر میں نماز قصر کی بجائے پوری پڑھنا:

عثمان رضی اللہ عنہ نے دوران سفر صلوٰۃ کو قصر کرنے کے بجائے پوری صلوۃ ادا کی۔ جب کہ نبی علیہ السلام سے لے کر ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے دوران سفر قصر ہی کیا۔ اہل علم کے نزدیک صلوۃ قصر مستحب سنت ہے، فرض نہیں ہے۔ کئی دوسرے صحابہ بلکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قصر اور پوری نماز پڑھنا ثابت ہے، اس لیے یہ اعتراض بے معنی ہے۔ (امام مالک، شافعی، احمد کا یہی مذہب ہے۔)

عثمان رضی اللہ عنہ کا غزوات میں عدم شرکت:

ایک مصری باشندے نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

1: کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ احد کے دن فرار ہو گئے تھے؟

عبداللہ بن عمر کا جواب:...... میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا تھا اور ان کی بخشش کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ”تم میں سے جو لوگ دو جماعتوں کی مڈبھیڑ (جنگ احد) کے دن روگرداں ہو گئے تھے ان کو محض شیطان نے پھسلایا تھا ان کے کسی عمل کی وجہ سے اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ بے شک اللہ بخشنے والے اور بردبار ہیں۔“

2: کیا آپ جانتے ہیں وہ بدر کے دن غائب تھے آپ نے فرمایا: ہاں اور جواب دیا۔

”اس کی وجہ ان کی زوجہ محترمہ رقیہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کی لخت جگر بیمار تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو حکم دیا تھا کہ آپ (گھر میں رہ کر رقیہ کی تیمارداری کرو،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آپ) کو اس آدمی جتنا اجر ملے گا جو جنگ بدر میں شامل ہو اور مالِ غنیمت بھی (رقیہ کی موت اسی بیماری میں واقع ہو گئی تھی)۔"

3: عثمان رضی اللہ عنہ بیعت رضوان سے بھی غائب تھے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اور جواب دیا: "نبی علیہ السلام نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس مذاکرات کے لیے بھیجا تھا اور بیعت رضوان عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی۔ اس وجہ سے نبی علیہ السلام نے اپنے داہنے ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا اور اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا یہ بیعت عثمان کی ہے۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس مصری باشندے سے کہا کہ یہ جوابات بھی ساتھ لیتا جا۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل صحابہ)

عبیداللہ بن عمر کو ہرمزان کے بدلے قتل نہیں کیا:

عمر رضی اللہ عنہ کو ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے زہر آلودہ خنجر سے شہید کر دیا تھا اور خودکشی کر لی تھی۔ جب عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے ہرمزان کو جو ایرانی تھا اور مجوسی سے نیا نیا مسلم ہوا تھا قتل کر دیا۔ جب ان سے سبب پوچھا گیا کہ آپ نے ہرمزان کو کیوں قتل کیا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے قتل سے تین روز قبل ہرمزان ابولؤلؤ کے ساتھ تھا اور اس کے پاس یہی خنجر تھا۔ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے خیال میں ہرمزان اس قتل کی سازش ہے اور پلاننگ میں ابولؤلؤ کے ساتھ شریک تھا۔

چنانچہ عبیداللہ بن عمر کو سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے گھر میں قید کر دیا گیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہو گئے تو انہوں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اکٹھا کر کے ان کی رائے لی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے میں اختلاف تھا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی عبیداللہ رضی اللہ عنہ پر حد قائم نہ کی اور ایک روایت کے مطابق ہرمزان کا بیٹا قازبان دعویٰ قصاص سے دستبردار ہو گیا تھا۔

(طبری: 3/305)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کے دن دوسری اذان کا اضافہ:

عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں لہٰذا ان کی سنت بھی قابل اتباع ہے۔ مدینہ منورہ کی آبادی کافی بڑھ گئی تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا کہ جمعہ کی تیاری کے لیے جمعہ کی اذان سے پہلے منڈی میں ایک اذان کہنے کا حکم دیا۔ اس لیے ان کے سامنے ایک دلیل بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فجر کی تیاری کے لیے اذان فجر سے پہلے ایک اذان دی جاتی تھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کے اس عمل کی موافقت کی اور کسی نے بھی مخالفت نہ کی۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر اموی اور عباسی ادوار میں اس پر عمل جاری رہا اور آج تک یہی سلسلہ جاری ہے۔

www.kitabosunnat.com

حکم بن العاص:

حکم بن العاص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کیا تھا۔ لیکن عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو واپس بلا لیا۔ اس واقعے کی صحیح سند نہیں اور اگر بالفرض نبی علیہ السلام نے اس کو جلاوطن کیا تھا تو جلاوطنی کی حد ایک سال ہے۔ جب کہ وہ پندرہ برس کے بعد واپس ہوئے۔ یعنی ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہ کے ادوار میں جلاوطن ہی رہے۔ اس کے علاوہ عبداللہ بن ابی سعد بن ابی السرح کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ نے سفارش کی اور نبی علیہ السلام نے قبول فرمالی۔ ابی السرح ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور پھر ایمان لائے تو آپ نے ان کو معاف کر دیا۔

عبداللہ بن سباء کی سفارش:

ابن سباء نے مصر میں بیٹھ کر اپنے تمام تر انتظامات مکمل کر لیے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور رافع انصاری رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے جال میں پھنسا لیا۔ چنانچہ ابن سباء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت و محبت کے بہانے مختلف گروہوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- سب سے پہلے ایک ہزار مصری باشندے حج کے بہانے سے روانہ ہوئے۔ اس قافلہ میں عبدالرحمٰن بن عدیس، کنانہ بن بشر لیثی، سودان بن حمران اور اس قافلے کا سردار غافقی بن حرب عکی تھا۔ یہ ایک ہزار کا قافلہ چار چھوٹے گروپوں میں منقسم ہو کر مصر سے نکلا اور کچھ منازل طے کرنے کے بعد ایک گروپ بن گیا۔
- اسی طرح کوفہ سے ایک ہزار بلوائیوں کا قافلہ مالک بن اشتر کی سربراہی میں مختلف ٹولیوں کی صورت میں روانہ ہوا۔ جس میں بلوائیوں کے سرغنے زید بن سوحان، زیاد بن الحضر حارثی اور عبداللہ بن الاصم عامری شامل تھے۔
- بصرہ سے ایک ہزار کا قافلہ حرقوص بن زبیر سعدی کی سرداری میں روانہ ہوا۔ جس میں حکیم بن جبلہ عبدی، بشیر بن شریح قیسی شامل تھے۔

یہ تمام قافلے ماہ شوال 35 ہجری میں اپنے اپنے شہروں سے روانہ ہوئے اور بہانہ حج کا بنایا۔ لیکن ان کا اصل مقصد عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا تھا۔ جب سب قافلے آپس میں مل گئے تو بجائے مکہ کے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ تین منزل رہ گیا تو زیاد بن الحضر اور عبداللہ بن الاصم نے تمام بلوائیوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو۔ ہم مدینہ جا کر اہل مدینہ کے حالات معلوم کرتے ہیں۔ یہ دونوں مدینہ میں داخل ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے ملے اور ان سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ ان سب نے ان سب کی ملامت کی اور واپسی کا کہا۔ لیکن یہ دونوں واپس کر آ کر بلوائیوں سے ملے اور ان کو مدینہ کی انتظامی کمزوریوں سے آگاہ کیا اور تین گروپ بنا کر تینوں اصحاب رسول علی رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ و طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کو ناپسند کرتے ہیں لہٰذا آپ ہم سے بیعت لے لیں۔ لیکن ان تینوں نے سختی سے انکار کیا۔ اس انکار پر اہل مصر کے بلوائیوں نے عبداللہ بن سعد کی معزولی کا مطالبہ کیا۔ اس پر علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کا نام پیش کیا جو پہلے سے ہی عبداللہ بن سباء کے فریب میں آئے ہوئے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کی امارت کا فرمان لکھ کر دے دیا اور بلوائیوں کو رخصت کر دیا۔ تیسرے یا پانچویں روز بلوائی دوبارہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نعرے لگاتے ہوئے پلٹ آئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ تم لوگوں کی دوبارہ واپسی کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خط عبداللہ بن سعد کے نام لکھا کہ ہم سب کو وہاں پہنچنے پر قتل کر دیا جائے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ یہ تم لوگوں کی سازش ہے اور تمہاری نیت ٹھیک نہیں۔

مدینہ کے یہ حالات دیکھ کر دوسرے صوبوں سے فوجی امداد روانہ کی گئی لیکن وہ بروقت پہنچنے میں ناکام ہو گئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ تیس دن بعد مزید سخت کر دیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا مسجد میں آنا جانا اور پانی بند کر دیا گیا۔ آپ کے گھر میں پانی پوشیدگی سے ہمسائیوں سے آتا تھا اور امامت کے لیے ابوایوب انصاری کو مقرر کرلیا۔ لیکن چند دنوں کے بعد امامت باغیوں کے سردار غافقی بن حرب عکی نے شروع کر دی۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حذیفہ بھی باغیوں کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ محمد بن ابی بکر تو باغیوں کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے لیکن حذیفہ رضی اللہ عنہ مصر میں ہی رکے رہے۔ محاصرہ کی مدت چالیس دن تھی۔ ان ایام میں علی رضی اللہ عنہ کئی مرتبہ عثمان رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے اور بلوائیوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے بیٹوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہرہ دینے کے لیے بھیج دیا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر:

عثمان رضی اللہ عنہ نے اتمام حجت کے لیے ایک دن گھر کے اوپر چڑھ کر تقریر کی، "لوگو! تم میرے قتل کے درپے کیوں ہو؟ میں تمہارا والی اور مسلمان بھائی ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے ہمیشہ اصلاح کی کوشش کی، لیکن بحیثیت انسان کچھ لغزشیں بھی ہوئیں۔ یاد رکھو! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو قیامت تک نہ کبھی مل کر نماز پڑھو گے اور نہ مل کر جہاد کرو گے۔ میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم کو نہیں معلوم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تھے تو مسجد بہت تنگ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس زمین کے ٹکڑے کو کون خرید کر مسلمانوں پر وقف کرتا ہے، اس کو جنت میں اس سے بہتر جگہ ملے گی۔ اس وقت اس حکم کی تعمیل میں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اور زمین خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دی۔ آج اس مسجد میں مجھ کو دو رکعت صلوۃ سے روکتے ہو۔ میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے تو یہاں بئر رومہ کے علاوہ میٹھے پانی کا کنواں نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے کون اس کو خرید کر مسلمانوں پر وقف کرتا ہے۔ اس کو جنت میں اس سے بہتر جگہ ملے گی۔ میں نے اس کو خرید کر مسلمانوں پر وقف کیا آج تم مجھ کو اس پانی سے روکتے ہو۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں نے جیش عسرت کا پورا سامان دیا تھا۔ سب نے کہا ہاں سچ ہے۔

(ابن سعد و مسند احمد بن حنبل 70 سے 76)

میں ان لوگوں کو جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کوہ حرا پر چڑھے تو وہ ہلنے لگا۔ آپ ﷺ نے ٹھوکر مار کر فرمایا تھا۔ حرا ٹھہر جاؤ تیری پیٹھ پر اس وقت ایک نبی ﷺ، ایک صدیق اور ایک شہید ہے اور میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا، لوگوں نے تصدیق کی، اسی طرح بیعت رضوان کے دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو میرا ہاتھ قرار دیا تھا اور میری جانب سے بیعت لی تھی۔ سب نے کہا ہاں سچ ہے۔ (مسند احمد جلد 951)

"اے لوگو! کس جرم میں مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ تین صورتوں کے سوا کسی مسلمان کا قتل جائز نہیں۔ (1) اسلام لانے کے لیے جو مرتد ہو جائے۔ (2) شادی شدہ ہو کر بدکاری کا مرتکب ہو۔ (3) یا قتل کرے، تو اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ اور ان تینوں چیزوں سے میرا دامن پاک ہے۔ میں نے اسلام کے سوا کسی مذہب کو پسند نہیں کیا۔ نہ زمانہ جاہلیت میں بدکاری کی اور نہ اسلام لانے کے بعد اور نہ کسی کو قتل کیا، تو تم کس جرم میں مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟" (مسند احمد)

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ امام امت ہیں اور اس حال میں مبتلا ہیں۔ اس لیے تین صورتوں میں سے ایک صورت اختیار فرمایئے۔ (1) ہم لوگوں کو لے کر نکلیں اور باغیوں کا مقابلہ کریں۔ آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔ یا پھر عقبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروازے سے نکل جائیں ہم آپ کے لیے سواری کا بندوبست کر دیتے ہیں۔ مکہ یا شام چلے جائیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں مقابلہ نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ پہلا خلیفہ نہیں بننا چاہتا جس کے ہاتھوں امت کی خونریزی کا آغاز ہو اور میں مکہ بھی نہیں جاؤں گا۔ بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا مصداق نہیں بننا چاہتا کہ قریش کا ایک شخص مکہ یا بیت اللہ کی حرمت اٹھائے گا اور اس پر ساری دنیا کا آدھا عذاب ہوگا۔ مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر شام بھی نہیں جاؤں گا۔ (مسند احمد بن حنبل)

شہادت کی تیاری:

عثمان رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی پوری ہوگی اور ان کو شہادت نصیب ہوگی۔ آپ نے جمعہ کے دن روزہ رکھا اور ایک نیا پاجامہ پہنا۔ بیس غلام آزاد کیے اور تلاوت قرآن میں مشغول ہو گئے۔ اس وقت ان کے دروازے پر حسین رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ زادے باغیوں کو روکے ہوئے تھے۔ کچھ معمولی قتل و غارت ہوئی اور باغیوں نے پھاٹک میں آگ لگا دی اور کچھ لوگ متصل مکانوں کے ذریعے اوپر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت میں مشغول تھے اس لیے ہمت نہ پا کر واپس ہو گئے۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو عثمان رضی اللہ عنہ کے بڑے دشمنوں میں سے تھے، داخل ہوئے اور آگے بڑھ کر عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور گستاخانہ کلمات زبان پر لائے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”بھتیجے اس کو چھوڑ دو تمہارے والد کبھی ایسا نہ کرتے اور اگر وہ دیکھتے تو تمہارا یہ فعل ان کو پسند نہ آتا“ ایک روایت میں ہے کہ وہ یہ کلمات سن کر لوٹ آئے۔ (طبری)

اس کے بعد غافقی آگے بڑھ کر حملہ آور ہوا اور قرآن کو پاؤں سے ٹھوکر ماری۔ ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشیر نے زور سے پیشانی پر لوہے کی لاٹھی ماری اور عثمان رضی اللہ عنہ چکرا کر پہلو کے بل گر پڑے۔ زبان سے بسم اللہ توکلت علی اللہ نکلا اور خون کا فوارہ قرآن پاک پر جا گرا۔ اس کے بعد عمرو بن احمق نے سینے پر چڑھ کے کئی وار کیے۔ آپ کی زوجہ محترمہ نائلہ رضی اللہ عنہا دوڑ کر بچانے کے لیے آئیں تو ان کے ہاتھ کی تین انگلیاں بھی تلوار سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کٹ گئیں اور سودان بن حمران نے لپک کر شہید کر دیا۔ (ابن سعد ج نمبر 3) عمیر بن جنابی نے آگے بڑھ کر ٹھوکریں ماریں جس سے آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔

یہ حادثہ بروز جمعہ 18 ذی الحجہ 35 ہجری کو پیش آیا۔ مدینہ پر باغیوں کا بدستور قبضہ تھا۔ اس بدامنی کی وجہ سے لوگوں کو گھر سے نکلنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ دو دن تک لاش گھر میں پڑی رہی۔ دوسرے دن شام کو چند اشخاص نے جان پر کھیل کر تدفین کی۔ انہی خون آلود کپڑوں میں چار آدمیوں نے جنازہ اٹھایا۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ یا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور سترہ آدمیوں کی ایک مختصر جماعت نے رات کو خفیہ طور سے جنت البقیع کے قریب دفن کیا۔

مدینہ منورہ میں باغیوں کی حکومت تھی اور ان کا سردار غافقی بن حرب عکی تھا جو ان کی امامت کراتا تھا۔

انہی ایام میں عبداللہ بن سباء بھی مصر سے روانہ ہوا اور خفیہ طریقے سے مدینہ میں داخل ہوا اور اپنے ایجنٹوں اور دوستوں کے ساتھ مل گیا۔ اب انہوں نے مل کر نئے خلیفہ کا انتخاب شروع کیا چونکہ ان کو معلوم تھا کہ اگر اسی طرح مدینہ سے روانہ ہو گئے تو سب کے سب ہی قتل کر دیئے جائیں گے۔

عبداللہ بن سباء اپنی مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے مسلم امت میں انتشار پیدا کر دیا جو کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔ دوسرا بڑا سیاہ کارنامہ ایک ایسی جماعت اور عقیدہ چھوڑ گیا جنہوں نے امت مسلمہ کو قدم قدم پر نقصان پہنچایا۔ جو 35 ہجری کو شروع ہوا اور آج تک زور و شور سے جاری ہے اور دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سلسلے میں مزید اقوال:

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر میں تھا، عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان سمجھتا ہے کہ اس پر میری اطاعت واجب ہے تو اس میں اس کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے ہاتھ اور تلوار کو روک لے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور تابعی ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ انصار آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم دوبارہ انصار اللہ بن جائیں اور جس طرح ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا، اسی طرح آپ کا ساتھ بھی دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس شہر میں لڑائی کی اجازت نہیں دیتا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے آپ سے کہا اے ابن عمر رضی اللہ عنہ دیکھیے یہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو دستبردار ہو جا اور اپنی جان نہ گنوا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر آپ اس منصب سے دستبردار ہو جائیں گے تو یہ لوگ آپ کو شہید کرنے سے بڑھ کر اور کیا کر سکتے ہیں؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کچھ نہیں۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو یہ رائے دوں گا کہ آپ اس قمیض کو نہ اتاریں جو اللہ نے آپ کو پہنائی ہے۔ ورنہ یہ دستور بن جائے گا کہ جب کوئی قوم اپنے خلیفہ یا امام کو برا سمجھنے لگے تو اسے زبردستی دستبردار کروا دے گی۔ (مسند احمد فضائل صحابہ)

حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں انصار و مہاجرین کا کوئی فرد بھی شامل تھا؟ تو آپ نے فرمایا: (نہیں) وہ مصر کے اجڈ قسم کے اوباش تھے۔ اس فتنے کے مشہور سرغنے (1) کنانہ بن بشیر (2) رومان یمانی (3) جبلہ (4) سودان بن حمران (5) موت الاسود (6) مالک بن اشتر نخعی تھے۔ عمرۃ بنت ارطاۃ فرماتی ہیں یہ سب کے سب قتل کیے گئے اور کوئی بھی اپنی موت نہ مرا۔ (مسند احمد)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ ایک آدمی یوں دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ! مجھے بخش دے! لیکن میرے خیال میں تو مجھے بخشے گا نہیں۔ فرماتے ہیں میں تعجب کرنے لگا۔ چنانچہ میں نے کہا کہ اللہ کے بندے میں نے کسی کو تیری طرح دعا مانگتے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا: ''میں اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر مجھے موقع ملا تو میں عثمان رضی اللہ عنہ کو تھپڑ ماروں گا چنانچہ جب وہ قتل کیے گئے اور چارپائی پر لٹائے گئے اور لوگ ان پر ان کے گھر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں جنازہ پڑھ کر جا رہے تھے میں بھی نماز جنازہ کے بہانے داخل ہو گیا۔ جب میں نے اطمینان کر لیا کہ آپ کے گھر میں کوئی نہیں تو میں نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر اس پر تھپڑ مارا۔ بس اسی وقت سے میرا ہاتھ مفلوج ہو گیا اور خشک ہو گیا۔'' ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے ہاتھ کو دیکھا تو وہ خشک ٹہنی کی طرح تھا۔ (البدایة والنہایة)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (35ھ تا 40ھ):

1: آپ کا نام علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔

2: آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔

3: آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ اسلام جب لائے اس وقت آپ کی عمر آٹھ برس تھی۔

4: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ کیا آپ کو یہ درجہ اور مقام پسند نہیں جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کی نیابت میں ملا۔ آپ میرے نائب ہوں گے (غزوہ تبوک کے موقع پر) البتہ کسی کو میرے بعد نبوت نہیں ملے گی۔ (بخاری و مسلم)

5: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ سے ''آپ مجھ سے ہیں میں تجھ سے ہوں۔'' (بخاری و مسلم)

6: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی علی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔ (طبرانی)

7: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: ''تمہارے پاس ابھی ایک شخص نمودار ہوگا جو اہل جنت میں سے ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس ابھی ایک شخص نمودار ہوگا، جو اہل جنت میں سے ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد علی رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ ہم نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آگاہ کیا اور مبارک باد دی۔'' (احمد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

8: غزوہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور اس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا۔ دوسرے دن جھنڈا علی رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔ (مسند احمد)

9: عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ بعثت کے پہلے مرحلے میں علی رضی اللہ عنہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ (مسند احمد)

خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب: (35 ہجری...... 40 ہجری)

محمد بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (ابن حنیفہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے گھر آئے پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور اپنا دروازہ بند کر لیا۔ لوگوں نے آپ کے دروازے کو کھٹکھٹانا شروع کیا اور کہا ''کہ یہ شخص تو قتل ہو چکا (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) اور لوگوں کے لیے خلیفہ کا وجود لازمی ہے اور ہم آپ سے بڑھ کر اس منصب کا کسی اور کو حق دار نہیں سمجھتے۔ علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا کہ میرا خیال چھوڑ دو، تمہارے حق میں میرا وزیر بننا امیر بننے سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم آپ سے بڑھ کر کسی اور کو اس منصب کا حق دار نہیں سمجھتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کا اصرار ہے تو میری بیعت خفیہ نہیں ہوگی میں مسجد چلتا ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ مسجد چلے گئے تو لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی۔ (مسند احمد فضائل صحابہ)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک ہفتہ بعد 25 ذی الحجہ 35ھ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مدینہ منورہ میں بیعت عام ہوئی۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ پر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ ہی قابض اور طاقت ور تھے۔ انہوں نے ڈرا دھمکا کر اہل مدینہ کو خلیفہ کے انتخاب پر آمادہ کیا۔ بلوائیوں میں اکثریت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر متفق تھے۔ چنانچہ یہ جمع ہو کر علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور بیعت کے لیے کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری بیعت سے کیا ہوتا ہے جب تک اصحاب بدر بیعت نہ کریں۔ یہ سن کر لوگ اصحاب بدر کی طرف گئے اور جہاں تک ممکن ہوا ان کو علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ سب سے پہلے مالک بن اشتر نے بیعت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد اور لوگوں نے ہاتھ بڑھائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم کی نیت بھی معلوم ہونی چاہیے۔ چنانچہ مالک اشتر طلحہ رضی اللہ عنہ اور حکیم بن جبلہ زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوا اور دونوں کو پکڑ کر علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لائے۔ علی نے دونوں کو خلافت کی پیش کش کی لیکن دونوں نے انکار کیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ تم دونوں علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرو۔ یہ دونوں سوچنے لگے تو مالک اشتر نے تلوار کھینچ کر طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابھی آپ کا قصہ پاک کر دیتا ہوں۔ یہ حالات دیکھ کر طلحہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ قرآن وسنت کے مطابق حکم دیں اور حدود شرعی جاری کریں۔ یعنی قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان باتوں کا اقرار کیا تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور اپنا کٹا ہوا ہاتھ آگے بڑھایا جو جنگ احد میں نبی علیہ السلام کا دفاع کرتے ہوئے ناکارہ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ طلحہ رضی اللہ عنہ والا معاملہ پیش آیا اور انہوں نے بیعت کر لی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیعت کا کہا گیا تو انہوں نے دروازہ بند کر لیا اور کہا کہ جب سب لوگ بیعت کر لیں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت سے تامل کیا تو مالک اشتر نے تلوار نکال کر کہا کہ ان کو قتل کر دیتا ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ نے مالک اشتر کو روکا اور فرمایا کہ ان کا ضامن میں ہوں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فوراً عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہو گئے تو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو آپ نے ان کی گرفتاری کے لیے لوگوں کو روانہ کرنا چاہا۔ لیکن ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں نے علی رضی اللہ عنہ کو روکا اور فرمایا: کہ وہ صرف عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت نہیں کی۔ بہت سے اشخاص بالخصوص بنی امیہ بیعت میں شامل نہیں ہوئے اور مدینہ سے شام کی طرف روانہ ہو گئے اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ مدینہ میں جن اصحاب نے بیعت نہیں کی تھی۔ ان کو علی رضی اللہ عنہ نے بلوا کر سبب پوچھا تو انہوں نے صاف جواب دیا کہ ابھی مسلمانوں میں خون ریزی کے اسباب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجود ہیں اور فتنہ ختم نہیں ہوا۔ اس لیے ہم غیر جانب دار رہنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم کو طلب کیا مگر اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ سیدہ نائلہ زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ سے قاتلوں کا نام دریافت کیا تو انہوں نے صرف دو اشخاص کا حلیہ بتایا۔ بنی امیہ کے بعض اشخاص سیدہ نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں اور خون آلود کرتا لے کر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

خلافت کا دوسرا دن:

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ دوسرے دن علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ دہرایا اور کہا کہ اگر آپ قصاص میں تاخیر کریں گے تو ہماری بیعت فسخ ہو جائے گی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں قصاص ضرور لوں گا اور پورا پورا انصاف کروں گا مگر ابھی تک بلوائیوں کا زور ہے اور میری خلافت مستحکم نہیں۔

خلافت کا تیسرا روز:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ کوفہ و بصرہ و مصر سے آئے ہوئے لوگ واپس چلے جائیں۔ یہ حکم سن کر عبداللہ بن سباء اور اس کی جماعت نے مدینہ چھوڑنے سے انکار کر دیا تو ان کے ساتھ اکثر باغیوں نے بھی مدینہ چھوڑنے سے انکار کیا۔ اس کے بعد طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہم کو بصرہ و کوفہ کی طرف بھیج دیں۔ وہاں لوگوں کو ہم سے عقیدت ہے۔ لہٰذا ہم وہاں جا کر لوگوں کے منتشر خیالات کو یکسو کریں گے۔ علی رضی اللہ عنہ کو شک ہوا تو انہوں نے ان دونوں کے مدینہ چھوڑنے پر پابندی لگا دی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے تیسرے یا چوتھے دن عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام عمال اور والیوں کی معزولی کا فرمان لکھوایا اور ان کی جگہ نئے والی مقرر فرما دیے۔ یہ سن کر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو بڑے مدبر اور دور اندیش تھے اور علی رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار تھے، نے علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ نے طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ پر مدینہ سے باہر جانے پر جو پابندی لگائی ہے تو تمام قریش اس کو صحیح اقدام نہیں سمجھیں گے۔ دوسرے آپ نے عہد عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کی معزولی میں عجلت سے کام لیا، ابھی آپ ایسا نہ کریں اور اپنے عاملوں کو واپس بلوا لیں۔ سیدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو کو سن کر نظر انداز کر دیا۔ دوسرے دن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں مغیرہ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنے پہلے مشورے پر اصرار کرنا چھوڑ دیا اور کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے اعمال کی تبدیلی کا فیصلہ صحیح کیا ہے۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ جب اس مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے اس حوالے سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ کی کیا رائے ہے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت آپ مکہ چلے جاتے لیکن اب مناسب یہی ہے کہ اعمال عثمان کو معزول مت کریں۔ یہاں تک کہ آپ کی خلافت مستحکم ہو جائے۔ ورنہ بنی امیہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کریں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف تلوار کے ذریعے سیدھا کروں گا کوئی اور رعایت روا نہ رکھوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ اپنا مال و متاع لے کر ینبوع چلے جائیں اور خاموش بیٹھ جائیں۔ لوگ مجبوراً آپ کے پاس آئیں گے چونکہ آپ کے مقابلہ میں خلافت کا مستحق کوئی نہیں اور اگر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلیں گے تو لوگ آپ پر قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا الزام لگائیں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری بات پر عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتا بلکہ تم میری بات پر عمل کرو اور میں تم کو شام کا گورنر بنا کر بھیجنا چاہتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کا چچا زاد بھائی ہے اور میں آپ کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ وہ مجھ کو شام کے ملک میں داخل ہوتے ہی قتل کرا دے گا یا قید میں ڈال دے گا۔ بہتر یہ ہے کہ خط و کتابت کے ذریعے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت لی جائے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔

علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ پر عثمان بن حنیف کو، کوفہ پر عمارہ بن شہاب کو اور یمن پر عبیداللہ بن عباس کو، مصر پر قیس بن سعد کو، شام پر سہل بن حنیف کو عامل و والی بنا کر بھیجا۔

کوفہ کی طرف عمارہ بن شہاب روانہ کیے گئے۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ طلحہ بن خویلد سے ملاقات ہوئی۔ طلحہ نے عمارہ کو واپس جانے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ اہل کوفہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کسی دوسرے عامل سے تبدیل کرنا نہیں چاہتے اور اگر تم میرا کہنا نہیں مانتے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ابھی تمہاری گردن اڑائے دیتا ہوں۔ یہ سن کر عمارہ واپس مدینہ کی طرف چلے گئے۔

عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یمن کی حکومت اطمینان سے سنبھال لی چونکہ وہاں عثمان رضی اللہ عنہ کے عامل پہلے ہی مکہ روانہ ہو گئے تھے۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ جب مصر پہنچے تو بعض نے آپ کی اطاعت قبول کی اور بعض خاموش رہے۔

سہل بن حنیف جب تبوک پہنچے تو چند سواروں نے آپ سے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں امیر شام مقرر ہو کر جا رہا ہوں۔ سواروں نے کہا کہ اگر آپ کو عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور نے گورنر مقرر کیا ہے تو واپس چلے جائیں، چنانچہ یہ بھی مدینہ پہنچ گئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب معبد بن اسلمی کے ہاتھ ایک خط ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اہل کوفہ نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ دوسرا خط جریر بن عبداللہ اور سبرہ جہنی کے ہاتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام دمشق بھیجا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کئی ماہ تک قاصد کو ٹھہرائے رکھا اور ایک بند خط اپنے قاصد قبیصہ عبسی کو دے کر جریر بن عبداللہ کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجا۔ جب خط کھولا تو خالی تھا۔ آپ سخت ناراض ہوئے۔ قاصد نے کہا کہ شام میں آپ کی بیعت کوئی نہ کرے گا۔ میں نے دیکھا ہے کہ کئی ہزار شیوخ عثمان رضی اللہ عنہ کی خون آلود قمیض پر رو رہے تھے۔ وہ قمیض جامع دمشق کے منبر پر رکھی ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے بری ہوں اور قاصد کو واپس روانہ کر دیا۔

شام پر حملہ کی تیاریاں:

مدینہ والوں کو جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے قاصدوں کا حال معلوم ہوا تو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اب کہیں آپس میں ہی کشت و خون شروع نہ ہو جائے۔ چنانچہ اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس یہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا کہ ان کا کیا ارادہ ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے زیاد سے فرمایا کہ تیار ہو جاؤ ملک شام پر حملہ آور ہونے کے لیے۔ زیاد نے کہا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نرمی اور مہربانی سے کام لینا چاہیے تھا۔ لیکن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ باغیوں کو سزا دینا ضروری ہے۔ اہل مدینہ کو جب علی رضی اللہ عنہ کے ارادے کا علم ہوا، تو طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عمرہ کرنے کے لیے مکہ جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے دونوں کو اجازت دے دی اور شام پر حملہ کے لیے اہل مدینہ میں اعلان کرا دیا۔ پھر ایک خط عثمان بن حنیف بصرہ، ابوموسیٰ اشعری کوفہ اور قیس بن سعد مصر کی طرف روانہ کر کے شام پر حملہ کی ترغیب دی۔ جب اکثر اہل مدینہ تیار ہو گئے تو آپ نے قاسم بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ مدینہ کا حاکم تجویز کر کے اپنے بیٹے محمد بن حنیفہ کو لشکر کا جھنڈا عطا کیا۔ میمنہ کا افسر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا، میسرہ پر عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو معمور کیا۔ ابولیلیٰ الجراح کو مقدمۃ الجیش کی سرداری سپرد فرمائی۔

اکثر کبار اصحاب رسول اللہ ﷺ اس جنگ میں شمولیت سے گریزاں تھے۔ چنانچہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ مجھے آپ کی جانب سے جو خبریں مل رہی ہیں ان کی کیا صداقت ہے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ اس جنگ میں میری شمولیت چاہتے ہیں تو ایسی تلوار عنایت کیجیے جو کافر و مسلم میں فرق کر سکے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھے ایسی جنگ میں شرکت کے لیے مت کہیں جس کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ میں نہیں کر سکتا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں اپنی تلوار کو مشرکوں کے مقابلے میں استعمال کروں۔ جب مسلمانوں سے جنگ کا وقت آئے تو اسے کوہ احد کے پہاڑ پر پھینک کر توڑ دوں۔ چنانچہ کل میں نے اسے توڑ دیا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کلمہ شہادت پڑھنے والوں سے جنگ نہیں کرتا۔ ابھی علی رضی اللہ عنہ کی شام پر حملہ کے لیے فوج کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ابھی تیاری مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ کو مکہ کی جانب سے اطلاع ملی کہ وہاں آپ کی مخالفت کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ لہٰذا آپ نے شام جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ام المومنین جب حج سے فارغ ہو کر واپس مدینہ آ رہی تھیں تو مقام سَرف میں ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم ہوا اور لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ یہ سن کر آپ واپس مکہ تشریف لے آئیں۔ لوگوں کو جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی واپسی کا علم ہوا تو آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''عثمان مظلوم مارے گئے۔ ان کے خون کا بدلہ لیں گے۔ افسوس ہے کہ اطراف و جوانب کے شہروں سے آئے ہوئے لوگوں اور مدینہ کے غلاموں نے مل کر بلوہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت اس لیے کی کہ اس نے نوعمروں کو عامل مقرر کیا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی خلفاء نے ایسا ہی کیا تھا۔ یہ بلوائی جب اپنے دعوے پر دلیل نہ لا سکے تو بدعہدی پر آمادہ ہو گئے۔ جس خون کو اللہ نے حرام کیا تھا اس کو بہایا اور جس شہر کو اللہ نے اپنے رسول کا دارالہجرت بنایا تھا وہاں خون ریزی کی اور جس مہینے میں خون ریزی ممنوع تھی اس مہینے میں خون ریزی کی۔ واللہ عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک انگلی بلوائیوں جیسے تمام جہان سے افضل تھی اور جس وجہ سے یہ عثمان کے دشمن ہوئے تھے۔ ان عیوب سے عثمان رضی اللہ عنہ پاک وصاف تھے۔''

مکہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کردہ عامل عبداللہ بن عامر حضرمی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو سن کر کہا کہ سب سے پہلے خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے والا میں ہوں۔ یہ سنتے ہی بنی امیہ جو عثمان کی شہادت کے بعد مکہ میں پہنچے تھے۔ سب نے آپ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ عبداللہ بن عامر بصرہ سے معزول ہو کر مکہ پہنچے۔ یعلیٰ بن منبہ یمن سے معزول ہوئے تو اپنے ساتھ چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ دینار لے کر آئے۔ سیدنا طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم جب مدینہ سے مکہ پہنچے تو ام المومنین نے دونوں کو بلوا کر دریافت کیا کہ تم لوگ مکہ کیوں آئے۔ دونوں نے جواب دیا کہ مدینہ کے نیک اور شریف لوگوں پر بلوائی حکمران ہیں ان ہی کے خوف سے بھاگ کر یہاں پہنچ گئے۔ ان دونوں نے بھی ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کی۔

عبداللہ بن عامر سابق گورنر بصرہ نے مشورہ دیا کہ پہلے بصرہ چلیں وہاں طلحہ رضی اللہ عنہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حامی لوگ موجود ہیں اور ان کو ساتھ لے کر مدینہ پر قابض باغیوں کا مقابلہ کیا جائے۔ اس لیے کہ ایک مضبوط صوبہ ہمارے ساتھ ہوگا۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور بصرہ کی تیاری شروع کر دی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ ہی میں تھے۔ ان کو بلوا کر خونِ عثمان پر خروج کے لیے آمادہ کیا گیا۔ لیکن انہوں نے جواب دیا کہ میں اہل مدینہ کے ساتھ ہوں جو وہ کریں گے۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا مکہ سے بصرہ روانہ ہوئیں تو لشکر کی تعداد 1500 تھی جس کی قیادت طلحہ، زبیر، عبداللہ بن عامر اور یعلیٰ بن منبہ کر رہے تھے۔ اس لشکر میں مروان بن الحکم اور سعید بن العاص بھی تھے۔ لشکر کی منزل بصرہ جانا اور اہل بصرہ کو بھی قصاص عثمان پر قائل اور شامل کرنا تھا اور مدینہ پر قابض باغیوں کا صفایا کرنا تھا۔ مکہ سے لشکر کی روانگی کے بعد قرب و جوار سے بھی لوگ آ کر شامل ہونا شروع ہو گئے اور لشکر کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی۔ ام فضل والدہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی لشکر میں شامل تھیں۔ انہوں نے یہ تمام حالات لکھ کر علی رضی اللہ عنہ کی جانب مدینہ روانہ کیے۔ جب لشکر بصرہ پہنچا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن عامر کو اہل بصرہ کی طرف روانہ کیا اور جواب کے انتظار میں رک گئیں۔ بصرہ کے گورنر عثمان بن حنیف جو علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کیے گئے تھے جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی آمد کا حال معلوم ہوا تو اس نے بصرہ کے چند باثر اشخاص کو آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور تشریف آوری کا سبب پوچھا تو ام المومنین نے فرمایا کہ فتنہ پرور لوگوں نے ہنگامہ برپا کیا، خلیفۃ المسلمین کو شہید کیا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا میں اس لیے نکلی ہوں کہ لوگوں کو اصل صورت حال سے مطلع کر دوں۔ اس کے بعد یہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بصرہ آنے کی وجہ دریافت کی؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم نے بیعت کی تھی مگر عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص لینے کی شرط پر۔ دوسرے جب ہم سے بیعت لی گئی تھی تو تلوار ہمارے سر پر تھی۔

عمائدین بصرہ واپس عثمان بن حنیف کے پاس گئے اور ان کو اپنی گفتگو جو عائشہ، طلحہ و زبیر سے ہوئی تھی مطلع کیا۔ ابن حنیف نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں کا کیا ارادہ ہے تو انہوں نے کہا کہ خاموشی اختیار کرو اور یہ اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ عثمان بن حنیف نے کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ میں ان کو علی رضی اللہ عنہ کے آنے تک روکے رکھوں گا۔ عثمان بن حنیف نے اہل بصرہ کو لڑائی کے لیے تیار کرنے کے لیے مسجد میں جمع کیا اور بصرہ کی ایک معروف شخصیت قیس کو تقریر کرنے کے لیے کہا تو اس نے لوگوں کو لڑائی پر ابھارنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس کی تقریر سن کر اسود بن سریع سعدی نے اٹھ کر کہا کہ یہ لوگ ہم کو قاتلین عثمان سمجھ کر نہیں بلکہ قاتلین عثمان کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم سے مدد طلب کرنے آئے ہیں۔ یہ سن کر لوگوں نے عثمان بن حنیف کے مقرر قیس پر کنکریاں پھینکنی شروع کر دی اور جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے لشکر کو لیے مقام مرید تک آ پہنچیں تو عثمان بن حنیف اپنا لشکر بصرہ سے لے کر نکلا اور صف آراء ہوا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو طلحہ رضی اللہ عنہ لشکر سے نکلے اور لوگوں کو قاتلین عثمان کے قصاص کی ترغیب دی اور پھر دوسری جانب سے زبیر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے تقریر کی۔ یہ تقاریر سن کر عثمان بن حنیف کے لشکر کے دو گروہ ہو گئے۔ طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہما نے جب دیکھا کہ عثمان بن حنیف کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی ہے تو یہ میدان سے پیچھے ہٹ گئے اور واپس اپنے خیموں میں آ گئے۔ لیکن عثمان بن حنیف اپنے ساتھیوں کو لیے برابر مقابلہ کے لیے کھڑا رہا اور اس نے جاریہ بن قدامہ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے آ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا ایک پسندیدہ عمل تھا بمقابلہ اس کے کہ تم اس ملعون اونٹ پر بیٹھ کر نکلیں۔ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے پردہ مقرر کیا تھا۔ تم نے پردہ کی ہتک کی۔ اگر تم اپنے ارادے سے آئی ہو تو مدینہ منورہ کی طرف پلٹ جاؤ اور اگر مجبوراً لائی گئی ہو تو اللہ سے مدد چاہو اور لوگوں کو واپس چلنے کو کہو۔ یہ گفتگو ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ حکیم بن جبلہ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ ادھر سے بھی مدافعت ہوئی مگر شام ہونے کے سبب لڑائی ختم ہو گئی۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی حکیم بن جبلہ نے صف آرائی کی اور طرفین میں لڑائی شروع ہوئی۔ حکیم بن جبلہ مارا گیا اور عثمان بن حنیف کو شکست ہوئی۔ عثمان بن حنیف گرفتار ہو کر طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا اور انہوں نے اسے چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ وہ سیدھا علی رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوا۔ بصرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ کا لشکر قابض ہو گیا۔ لیکن یہ قبضہ زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکا۔ (حکیم بن جبلہ باغیوں کا سرغنہ تھا جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔)

علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ سے روانگی:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جب بصرہ کے حالات کا علم ہوا تو آپ نے شام جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور اہل مدینہ کو ایک خطبہ کے ذریعے جنگ کے لیے ابھارا۔ لیکن اہل مدینہ کے لیے یہ فیصلہ انتہائی مشکل تھا جس میں ان کے مدمقابل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا، طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ہوں۔ لیکن چند بدری صحابہ نے جب جنگ میں شرکت پر آمادگی ظاہر کی تو اور لوگ بھی آمادہ ہو گئے۔ یہ لشکر ماہ ربیع الثانی 36 ہجری حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مدینہ سے نکلا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوا۔

اس لشکر میں عبداللہ بن سباء یہودی، کوفہ اور مصر کے باغی بھی شامل تھے۔ راستہ میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا لشکر سے آمنا سامنا ہوا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! آپ مدینہ چھوڑ کر مت جائیں۔ واللہ اگر آپ یہاں سے نکل گئے تو مسلمانوں کا امیر یہاں پلٹ کر دوبارہ نہ آئے گا۔ لوگ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہوئے ان کی طرف دوڑے تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ اچھا آدمی ہے۔

محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کوفہ میں:

محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ انہوں نے کوفہ پہنچ کر علی رضی اللہ عنہ کا خط ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دیا اور اہل کوفہ کو طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑائی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی۔ یہ دیکھ کر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سختی کا برتاؤ کیا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت میری اور علی رضی اللہ عنہ دونوں کی گردن میں ہے اور اگر لڑنا ہی ہے تو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے لڑنا چاہیے۔ چنانچہ یہ مایوس ہو کر واپس علی رضی اللہ عنہ کے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوٹ آئے۔

ان دونوں کی ناکامی کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے مالک بن اشتر (باغی گروہ کا سرغنہ) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کے پاس مدد کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دونوں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کو سمجھایا مگر انہوں نے کسی طرح کی فوجی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

ان دونوں کی ناکامی کے بعد علی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کوفہ روانہ کیا۔ جب یہ دونوں کوفہ پہنچے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مسجد پہنچے اور حسن رضی اللہ عنہ سے معانقہ کیا اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کی کوئی مدد نہیں کی اور فاجروں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ عمار رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے ہم سے اس معاملہ میں مشورہ نہیں کیا اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ صرف اصلاح چاہتے ہیں۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ اس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے سے اور کھڑا پیدل چلنے والے سے اور پیدل سوار سے بہتر ہوگا۔

زید بن صوحان، حسن بن علی رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور مالک اشتر نے لوگوں کو طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف بھڑکایا اور مالک بن اشتر قبائل کو قائل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دار الامارہ خالی کرنے کا حکم دیا۔

مصالحت کی کوشش:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہاں جا کر ام المومنین رضی اللہ عنہا، طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے مصالحت کی کوشش کی جائے اور ان کو آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر آمادہ کیا جائے۔ قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ملاقات نہایت مفید رہی اور آپ حضرات رضی اللہ عنہم صلح پر آمادہ ہو گئے۔ جب قعقاع بن عمر رضی اللہ عنہ کی علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنی کارگزاری سے آپ رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا تو علی رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ صلح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی فضاء ہموار ہونے کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے تمام اہل لشکر کو جمع کر کے ایک فصیح و بلیغ تقریر کی۔ کہ کل اہل بصرہ کی جانب کوچ ہوگا۔ لیکن ہم اہل بصرہ سے جنگ نہیں بلکہ جنگ پر پانی ڈالنے کے لیے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ جو لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ میں شامل تھے وہ ہمارے ساتھ نہ جائیں۔ یہ حکم سن کر عبداللہ بن سباء اور ان کی جماعت کو بڑی فکر لاحق ہوئی۔ علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ان لوگوں کی تعداد دو اڑھائی ہزار کے قریب تھی، جن میں بعض بڑے بااثر اور چالاک لوگ تھے۔ ان کے نمایاں اشخاص کو عبداللہ بن سباء یہودی نے الگ مجلس میں بلوایا۔ جس میں ابن ملجم، مالک اشتر، علیاء بن الہیثم، سالم بن ثعلبہ، شریح بن اوفی اور دیگر اہم افراد شریک تھے۔ عبداللہ بن سباء نے کہا "تم لوگوں کی تعداد بہت کم ہے اور علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ 20 ہزار کا لشکر اور طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ 30 ہزار کا لشکر ہے۔ ہمارے لیے اپنا مقصد پورا کرنا دشوار ہوگا۔ سالم بن ثعلبہ نے کہا کہ ہم صلح ہونے تک لشکر سے الگ ہو جانا چاہیے۔ لیکن عبداللہ بن سباء کی رائے تھی کہ آخر وقت تک علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل رہیں گے اور الگ نہ ہوں۔ جب دونوں لشکر قریب ہوں تو کسی طرح سے جنگ چھیڑ دی جائے اور اگر فریقین آپس میں لڑ پڑے تو ہمیں کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا۔

جنگ جمل:

دوسرے دن صبح علی رضی اللہ عنہ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ باغیوں کا لشکر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کا ایک حصہ الگ ہو کر لشکر کے ساتھ ساتھ رہا۔ بصرہ پہنچ کر مقام قصر عبید اللہ کے میدان میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا لشکر خیمہ زن ہوا۔ دوسری طرف سے ام المومنین رضی اللہ عنہا کا لشکر بھی اس مقام پر اترا۔ تین روز تک دونوں لشکر مدمقابل پڑے رہے۔ اس دوران قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصالحت کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے حکم بن سلمہ اور مالک بن حبیب کو روانہ کیا، انھوں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور صلح کی شرائط طے ہوگئیں۔ فیصلہ ہوا کہ کل صبح صلح نامہ لکھا جائے اور فریقین کے دستخط ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن سباء یہودی اور اس کے ساتھیوں کو جب اس صلح نامہ کا علم ہوا تو بہت فکرمند ہوئے اور رات بھر مشورہ کرتے رہے۔ آخر کار صبح اندھیرے کے قریب انہوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ جب شور سن کر باہر نکلے تو معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے حملہ شروع کر دیا۔ دونوں نے کہا کہ افسوس علی رضی اللہ عنہ بغیر کشت و خون باز نہ آئے۔ علی رضی اللہ عنہ کو جب جنگ کا علم ہوا تو ان کو بتایا گیا کہ حملہ طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ نے شروع کیا ہے۔ عبداللہ بن سباء اور اس کے ساتھی علی رضی اللہ عنہ کے اردگرد ان کی حفاظت کر رہے تھے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ اپنی فوج کی قیادت کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک تیر طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں لگا۔ زخم انتہائی اذیت رساں تھا۔ خون بند نہ ہوتا تھا۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف لے جایا گیا اور وہاں پہنچنے سے پہلے ہی زخم کے صدمے سے شہید ہو گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

زبیر رضی اللہ عنہ اس لڑائی سے انتہائی دل برداشتہ ہوئے اور میدان جنگ سے نکل کر الگ ہو گئے۔ احنف بن قیس کے لشکر میں سے ایک شخص عمرو بن جرموز زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہو گیا اور قریب پہنچ کر ان کے ساتھ چلنے لگا اور مسائل دریافت کرنے لگا۔ وادیٔ سباع میں پہنچ کر نماز کا وقت ہوا تو زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ حالت سجدہ میں عمرو نے ان پر وار کیا اور ان کو شہید کر دیا اور زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار لے کر علی رضی اللہ عنہ کو زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خوشخبری سنائی۔ علی رضی اللہ عنہ نے قاتل سے فرمایا کہ یہ وہ تلوار ہے جس نے عرصہ دراز تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی۔ عمرو بن جرموز علی رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ چیں بہ چیں ہوا اور علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے۔

جنگ کا خاتمہ:

علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو زخمی کر کے گرا دیا جائے تو جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس حکم پر چند اشخاص آگے بڑھے اور عین بن ضبہ نے اونٹ کے پاؤں زخمی کر دیئے اور اونٹ بیٹھ گیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج کی ہمت چھوٹ گئی۔ علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے اور نہ کسی زخمی کو پامال کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس جنگ کی ابتداء غلط اطلاعات اور غلط فہمی سے شروع ہوئی۔ آغاز سبائیوں کی فتنہ انگیزی سے شروع ہوا اور خاتمہ فریقین کی صفائی قلب پر ہوا۔ دونوں بزرگوں کی نیت نیک تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تاعمر اس کی ندامت رہی۔ جب اس کا تذکرہ ہوتا تو روتیں تھیں اور کہتیں کہ کاش اس سے 20 سال قبل میں مر جاتی۔ (مسند احمد بن حنبل)

جنگ میں مقتولین کے اعداد:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر سے 9 ہزار افراد قتل ہوئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ایک ہزار ستر افراد قتل ہوئے۔

اگلے دن علی رضی اللہ عنہ بصرہ میں داخل ہوئے۔ تمام اہل بصرہ نے آپ کی بیعت کی اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔

علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا بیت المال کھولا اور جس قدر مال تھا اس کو لشکر والوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر شخص کے حصہ میں پانچ پانچ سو درہم آئے۔ یہ روپیہ تقسیم کرنے کے بعد آپ نے لوگوں کو شام پر حملہ کی ترغیب دی اور وعدہ کیا کہ اگر تم فتح یاب ہو گئے تو تمہارے مقررہ وظائف کے علاوہ اتنا ہی روپیہ اور دیا جائے گا۔

کوفہ دارالخلافہ:

جنگ جمل سے فارغ ہو کر علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دارالحکومت بنانا زیادہ مناسب سمجھا۔ چونکہ علی رضی اللہ عنہ کی اصل طاقت اہل کوفہ ہی تھے۔ کوفہ کو دارالحکومت بنانے کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نئی تقرریاں کیں، سہل بن حنیف کو مدینہ کا حکم بنایا، قیس بن سعد کو مصر کا گورنر بنایا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بصرہ پر اور اشعث بن قیس کو آذر بائیجان کا گورنر مقرر کیا۔ یزید بن قیس ارجی کو مدائن پر، عمرو بن سلمہ کو بحرین پر، عدی بن حاتم کو بہرہ سر پر اور اشتر نخعی (قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا سرغنہ) کو نصیبین، دارالحیرہ، سنجار، آمد اور شام کے مقبوضات کا حاکم بنایا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عامل ضحاک بن قیس نے اس کو روکا۔ دونوں کا آپس میں مقابلہ ہوا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمان بن خالد کو مدد کے لیے بھیجا اور اشتر واپس کوفہ لوٹ آیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیس بن سعد کی معزولی:

قیس بن سعد کو علی رضی اللہ عنہ نے بعض شکایات جن میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساز باز اور مصر میں مخالفین علی رضی اللہ عنہ سے نرمی کی بناء پر معزول کر دیا اور ان کی جگہ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا نیا گورنر مقرر کیا۔ قیس بن سعد کو جب معزولی کا حکم پہنچا تو آپ بہت افسردہ ہوئے اور واپس مدینہ پہنچ گئے۔ اہل مدینہ میں بھی دو طرح کے لوگ تھے۔ ایک علی رضی اللہ عنہ کے ہمدرد اور دوسرے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرنے والے۔ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ جب مدینہ پہنچے تو ان کے پیچھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو روانہ کیا کہ جس طرح ممکن ہو سعد کو ترغیب دے کر شام لے آؤ۔ مروان قیس بن سعد کو قائل کرنے میں ناکام ہو گیا۔ قیس بن سعد مدینہ سے روانہ ہو کر علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ پہنچے۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مصر پہنچ کر جن لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی ان کو ملک سے جلاوطنی کا حکم دیا۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے چند روز کی مہلت مانگی۔ لیکن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہلت دینے سے انکار کیا اور لوگوں سے الجھ پڑے۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں مصر فتح کیا تھا۔ محاصرہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دوران یہ مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ مگر دلبرداشتہ ہو کر اپنے دونوں بیٹوں، عبداللہ اور محمد کو لے کر بیت المقدس جا کر مقیم ہو گئے تھے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پورے حالات سے باخبر تھے، شہادت عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کی بیعت، جنگ جمل اور طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور پھر علی رضی اللہ عنہ کی شام پر حملہ کی تیاری۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے دونوں بیٹوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ اب موقع آ گیا کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاؤں۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے خاموش بیٹھے رہنے کا مشورہ دیا، مگر محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ عرب کے عمائدین، باا‌ثر و صاحب الرائے لوگوں میں سے ہیں، آپ کا دخل دینا ضروری ہے۔ آپ بیت المقدس سے روانہ ہوئے اور شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنا مشیر و وزیر بنایا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا خون آلود لباس لوگوں کو ہر روز دکھانے کی ضرورت نہیں۔ کبھی کبھی ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمائش کروادیا کریں۔

جنگ صفین:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں قیام کے فوراً بعد شام پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر بصرہ سے نکلے اور علی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ کوفہ سے روانہ ہوئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن حارثی کو آٹھ ہزار فوج دے کر بطور مقدمۃ الجیش آگے روانہ کیا۔ اس کے بعد شریح بن ہانی کو چار ہزار کی جمعیت دے کر زیاد کے پیچھے بھیجا اور علی رضی اللہ عنہ خود بھی روانہ ہوئے اور رقہ کے قریب دریائے فرات کو پار کر کے سب جمع ہوئے۔

ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اس لشکر کی روانگی کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ابوالاعور اسلمی کو ایک دستہ فوج دے کر روانہ کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے زیادہ، شریح ہانی اور مالک اشتر کو لشکر شام کی طرف روانہ کیا۔

مالک بن اشتر نے پہنچ کر لشکر کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور زیاد اور شریح ہانی کو میمنہ و میسرہ پر مقرر کیا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ شام کے وقت ابوالاعور نے حملہ کیا، تھوڑی دیر لڑ کر فریقین ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ دوسرے دن بھی زور سے لڑائی ہوتی رہی۔ رات کے وقت لڑائی ختم ہوئی۔

اگلے دن علی رضی اللہ عنہ بھی لشکر کے ساتھ شامل ہوگئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ بھی قریب پہنچ گئے۔ لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے پانی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس لیے پہلے دونوں لشکروں میں پانی پر قبضہ کے لیے کشت و خون ہوا، لیکن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سمجھانے سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فریق مخالف کو بھی پانی استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ اس طرح یہ ہنگامہ اپنے انجام کو پہنچا۔

دوسرے دن دونوں لشکروں میں کوئی جھڑپ نہ ہوئی۔ علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں 90 ہزار سپاہی شامل تھے اور ان کے سردار مالک بن اشتر، سہل بن حنیف، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور قیس بن سعد تھے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں 80 ہزار جنگجو شامل تھے اور آپ کی فوج کے کمانڈر ذوالکلاع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حمیری، حبیب بن مسلم اور ابو الاعور الاسلمی تھے۔ سواروں کے کمانڈر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور پیادہ فوج پر مسلم بن عتبہ مقرر تھے۔

دو دن کی خاموشی کے بعد تیسرے دن یکم ذی الحجہ 36 ہجری کو علی رضی اللہ عنہ نے بشیر بن عمرو بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ، سعید بن قیس اور شبث بن ربعی تمیمی کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا کہ ان کو سمجھائیں اور اطاعت قبول کرنے پر آمادہ کریں۔ یہ لوگ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو بشیر بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے معاویہ! تم مسلمانوں کی جماعت میں تفریق پیدا مت کرو اور خون ریزی کا موقع نہ آنے دو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم نے اپنے دوست کو بھی نصیحت کی یا نہیں۔ بشیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ سابق الاسلام اور رسول اللہ کے قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے خلافت و امارت کے زیادہ حق دار ہیں۔ تم کو چاہیے کہ ان کی بیعت اختیار کرو۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ نہیں لیا جاتا۔ شبث بن ربعی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دیا کہ آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی بروقت مدد نہیں کی اور وہ شہید ہوئے اور دونوں میں تلخ کلامی ہوگئی۔ لہٰذا یہ سفارتکاری ناکام ہوگئی۔ سلسلہ جنگ شروع ہوا، لیکن کوئی بڑا خون ریز معرکہ نہ ہوا اور محرم کا مہینہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ یکم محرم 37 ہجری سے آخر محرم تک جنگ کا سلسلہ بند رہا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ دوسرا وفد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا، جس میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، زید بن قیس، زیاد بن حفصہ، شبث بن ربعی شامل تھے۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ تمہارے اور تمہارے دوستوں کے علاوہ سب نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے، اگر تم نے انکار کیا تو ممکن ہے اصحاب جمل والی صورت حال پیش آئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عدی! تم تو صلح کرانے آئے ہو نہ کہ لڑائی کرنے۔ کیا تم مجھ کو اصحاب جمل کا واقعہ یاد دلا کر لڑائی سے ڈرانا چاہتے ہو، تم نہیں جانتے کہ میں حرب کا پوتا ہوں، مجھے لڑائی کا مطلق خوف نہیں اور میں جانتا ہوں تم بھی قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ میں سے ہو اور اللہ تم کو بھی قتل کرائے گا۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد یزید بن قیس نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کا مستحق خلافت ہونا ہی مناسب ہے اور جماعت میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ جواب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ہم کو کیا جماعت کی طرف بلاتے ہو، جماعت ہمارے ساتھ بھی ہے اور ہم تمہارے دوست کو مستحق خلافت نہیں سمجھتے۔ کیونکہ انہوں نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا اور اس کے قاتلوں کو پناہ دی، صلح اس وقت ہوسکتی ہے جب وہ قاتلوں کو ہمارے حوالے کریں۔ شبث بن ربعی نے کہا کہ اے معاویہ! کیا تم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کرو گے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عمار رضی اللہ عنہ کے قتل میں کیا چیز مانع ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام کے بدلے قتل کر ڈالوں گا۔ شبث بن ربعی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں دوبارہ تلخ کلامی ہوئی اور نتیجہ اس سفارت کاری کا کچھ بھی نہ نکل سکا۔

www.kitabosunnat.com

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حبیب بن مسلم، شرجیل بن سمط، معن بن یزید کو علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ حبیب بن مسلم نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے اور قرآن وسنت کے مطابق حکم دیتے تھے۔ ان کی زندگی تم کو ناگوار گزری اور تم نے اس کو قتل کر ڈالا اور اگر تم نے ان کو قتل نہیں کیا تو قاتلین کو ہمارے حوالے کرو اور خلافت سے دستبردار ہو جاؤ۔ مسلمان جس کو چاہیں گے خلیفہ چن لیں گے۔ یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور فرمایا تو خاموش ہو جا۔ خلافت و امارت کے بارے میں تمہاری گفتگو نامناسب ہے۔ حبیب بن مسلم نے کہا کہ تم مجھ کو ایسی حالت میں دیکھ لو گے جو تمہیں ناگوار ہوگی۔ مطلب یہ تھا کہ بزور شمشیر فیصلہ کریں گے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ جو جی چاہے کرو۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ کے پسندیدہ فضائل بیان کیے اور ان کے ساتھ اپنی وفاء شعاری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قرابت و رشتہ داری کا ذکر کیا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر کیا کہ ان کو لوگوں نے خلیفہ بنایا، لیکن ان سے لوگ ناراض ہو گئے اور انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد لوگوں نے میری بیعت کی، طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ نے میری بیعت کی اور پھر عہد شکنی کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے میری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کی حالانکہ وہ میری طرح سابق الاسلام نہیں۔ مجھے تم لوگوں پر تعجب ہے کہ تم اس کے مطیع ہو گئے اور میرے مخالف۔ شرجیل بن السمط نے کہا کہ کیا آپ اس امر کی شہادت نہیں دیتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہوئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کو مظلوم کہتا ہوں اور نہ ظالم۔ یہ بات سن کر تینوں عفیر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ جو عثمان رضی اللہ عنہ کو مظلوم نہیں سمجھتا، ہم اس سے بے زار ہیں اور ان کو نصیحت کرنا نہ کرنا برابر ہے۔

جنگ صفین:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کل یکم صفر 37 ہجری سے فیصلہ کن جنگ شروع ہو گی۔ یکم صفر کو لڑائی شروع ہو گئی، علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کا سردار مالک بن اشتر تھا اور اہل شام نے حبیب بن مسلمہ کی سرداری میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ شام تک جنگ جاری رہی جو کسی فیصلے پر پہنچے بغیر ہی ختم ہو گئی۔ جنگ کا یہ سلسلہ پورا ہفتہ اسی طرح چلتا رہا۔ جس میں کسی فریق کے حق میں فیصلہ نہ ہو سکا۔ جنگ کے آخری دو دن فیصلہ کن ثابت ہوئے۔ اس شدید لڑائی میں شامی فوج کے سردار ذوالکلاح حمیری اور عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے، علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے پورے جوش و ولولے کے ساتھ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کیا۔ جس میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ خود مارے گئے۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر جب علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ اسی رات میں سید اویس القرنی بھی مارے گئے جو علی رضی اللہ عنہ کی فوج کے ساتھ شامل تھے۔

جمعہ کے دن دوپہر تک جنگ جاری رہی جس میں ستر ہزار افراد مارے گئے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد آپس میں لڑ کر ختم ہو گئی۔ لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کے 35 ہزار افراد مارے گئے اور علی رضی اللہ عنہ کی فوج کے 25 ہزار افراد کام آئے۔ بقول طبری لشکر معاویہ کے 20 ہزار افراد مارے گئے اور لشکر علی رضی اللہ عنہ کے 40 ہزار۔

لشکر علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مالک بن اشتر نے شدید حملہ کیا۔ جس کی وجہ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی شکست یقینی ہو گئی، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ لوگوں کو حکم دیں کہ قرآن کو نیزوں پر رکھ کر بلند کر دیں اور بلند آواز سے اعلان کروائیں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے۔ چنانچہ فوراً اس پر عمل کیا گیا اور اہل شام نے قرآن پاک کو بلند کیا اور کہا کہ ہم کو قرآن کا فیصلہ منظور ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے جب قرآن پاک دیکھا تو لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب تک تو لڑائی تھی لیکن اب فریب شروع ہو گیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہماری فتح عنقریب ہے اور اس میں سستی مت کرو۔ لیکن لوگ لڑتے لڑتے تھک گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور فوراً تلواریں میان میں ڈال لیں۔ اس دوران عبداللہ بن سباء کے ساتھی بھی میدان میں آ گئے اور علی رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہو کر ان کو لڑائی روکنے پر مجبور کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا اور دھمکی دی کہ اگر آپ لڑائی بند نہ کریں گے تو ہم آپ کے ساتھ بھی عثمان رضی اللہ عنہ والا سلوک کریں گے۔ علی رضی اللہ عنہ نے مجبوراً اشتر کو واپس بلا لیا۔ اشتر کے واپس آنے پر لڑائی رک گئی۔ لوگوں نے اشتر پر حملہ کرنا چاہا مگر علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو روک لیا۔

لڑائی رکنے کے بعد اشعث بن قیس نے علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان کی منشاء معلوم کروں۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی اور انہوں نے جا کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم دونوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ایک شخص ہم مقرر کرتے ہیں اور ایک آپ۔ ان دونوں سے حلف لیا جائے کہ وہ قرآن کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ اس پر ہم دونوں راضی ہو جائیں۔ اشعث بن قیس نے واپس آ کر علی رضی اللہ عنہ کو بتایا تو آپ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی بھی اس بات پر راضی ہو گئے۔

اہل شام نے عمرو بن العاص کو اپنا حکم منتخب کیا اور علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حکم منتخب ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقرار نامہ اور میدان سے واپسی:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس لڑائی سے دلبرداشتہ ہو کر شام کے کسی علاقے میں چلے گئے تھے۔ چنانچہ ان کو واپس بلایا گیا اور معاہدہ لکھا گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ امیر المؤمنین نہیں لکھنے دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم ان کو امیر المؤمنین مانتے ہیں تو جنگ کیوں کرتے۔ فریقین میں طے ہوا کہ ہمارے دونوں حکم (قاضی) جو فیصلہ کریں گے وہ ہم کو منظور ہوگا۔

ہاں اگر یہ فیصلہ قرآن وسنت کے خلاف ہوگا تو اس کی پاسداری ضروری نہیں۔ دونوں حکموں کی جان و مال محفوظ رہے گی۔

رمضان تک فیصلہ کا انتظار کیا جائے گا اور فیصلہ کی جگہ دومۃ الجندل مقرر ہوگی۔ جو شام اور عراق کی سرحد پر واقع ہے۔ دونوں حکموں کے ساتھ چار چار سو افراد ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکمین کی گفتگو

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:......ہم کیوں نہ ایسے شخص کو منتخب کریں جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور امت کی فلاح ہو۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:......کس کو؟

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:......عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جن کا دین ان ہنگاموں سے پاک ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:......امیر معاویہ پر آپ کو کیا اعتراض ہے۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:...... معاویہ رضی اللہ عنہ کا کیا مرتبہ ہے۔ وہ کس طرح خلافت کے مستحق ہو سکتے ہیں؟

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:......عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے۔ اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے گھر کے متولی اور قصاص کے دعویدار ہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:...... ہاں یہ صحیح ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:......اگر لوگوں کو اس پر اعتراض ہے کہ قدیم الاسلام نہیں۔ تو بقول کلام اللہ مظلوم کے قتل کا حق مقتول کے ولی کو دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کاتب وحی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی ہیں، ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:...... اللہ سے ڈرو، اس طرح کا استحقاق اگر خلافت کے لیے ہوتا تو سلاطین یمن کی اولاد میں ابرہہ بن صباء ہوتا۔ جن کی حکومت مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی تھی اور شرف میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا کیا مقابلہ؟ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا حق ان کے بیٹے عمرو کو ہے۔ ہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا جا سکتا ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:......تو پھر میرے بیٹے عبداللہ میں کیا خرابی ہے۔ اس کے علم و فضل اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرافت و مناقب سے آپ واقف ہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:...... بے شک تمہارا لڑکا صالح اور اہل ہے۔ مگر اس فتنہ میں شرکت کی وجہ سے اس کا دامن داغدار ہو گیا ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:...... خلیفہ اس کو ہونا چاہیے جو ایک داڑھ سے خود کھائے اور دوسری سے دوسروں کو کھلائے۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:...... آپس میں خانہ جنگی اور خون ریزی کے بعد مسلمانوں نے یہ معاملہ ہمارے سپرد کیا ہے۔ آپ دوبارہ ان کو فتنہ میں نہ ڈالو۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:...... پھر آپ کیا کہتے ہیں؟

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:...... میرے خیال میں ان دونوں کو معزول کر کے مسلمانوں کو دوبارہ خلیفہ منتخب کرنے کا موقع دیا جائے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:...... مجھے اس سے اتفاق ہے امت کی بھلائی اسی میں ہے۔

فیصلے کا دن:

اس فیصلے کے بعد دونوں حکم فیصلہ کے لیے دومۃ الجندل آئے، جہاں ہزاروں مسلمان بشمول عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

اما بعد! لوگو ہم نے اس مسئلہ پر غور کیا۔ اس امت کے اتحاد و اتفاق اور اصلاح کی اس کے علاوہ اور کوئی صورت نظر نہ آئی کہ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کر کے خلافت کو شوریٰ پر چھوڑ دیا جائے۔ عام مسلمان جس کو اہل سمجھیں اس کو منتخب کر لیں۔ اس لیے ان دونوں کو معزول کرتا ہوں اور حق انتخاب تم کو دیتا ہوں۔

اس کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فیصلہ سنایا:

اما بعد! ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ آپ نے سن لیا، انہوں نے اپنے آدمی کو معزول کر دیا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بھی اس کو معزول کرتا ہوں، لیکن میں اپنے آدمی کو معزول نہیں کرتا۔ وہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے ولی اور اس کے قصاص کے طالب ہیں اس لیے ان کی قائم مقائی کا زیادہ حقدار ہیں۔

یہ فیصلہ سن کر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا کہ یہ غداری ہے۔ لیکن اب فیصلہ ہو چکا تھا۔ اس فیصلہ سے علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں سخت برہمی پیدا ہوئی۔ شریح بن ھانی نے عمرو بن العاص کو کوڑے مارنے شروع کر دیے۔ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر چھڑوا دیا۔ لوگ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو تلاش کر رہے تھے لیکن وہ مکہ کی طرف نکل گئے۔

خوارج کی سرکشی: (37 ہجری)

اس فیصلہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ امیر معاویہ سے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ مگر عراق میں خارجیوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کو پہلے ان کی طرف پلٹنا پڑا۔ خارجی اس بات پر بضد تھے کہ اللہ کے علاوہ کسی انسان کو حکم نہیں بنایا جا سکتا۔ حالانکہ خود خارجیوں ہی نے علی رضی اللہ عنہ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کی درخواست کی تھی۔ خارجیوں کے سردار زرعہ بن برح الطائی اور حرقوص بن سعدی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ آپ اس فیصلہ سے توبہ کیجئے اور ہمارے ساتھ مل کر دشمنوں سے مقابلہ کریں۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے شروع میں ہی اس فیصلہ کی مخالفت کی تھی، لیکن تم ہی لوگوں نے مجھے مجبور کیا تھا! اور اب عہد نامہ لکھا جا چکا ہے اور میں اس کو توڑ نہیں سکتا۔ خوارج نے بہت زور لگایا لیکن علی رضی اللہ عنہ نہ مانے، تو خوارج نے دھمکی دی کہ اگر آپ نے توبہ نہ کی تو ہم آپ سے لڑائی کریں گے۔ (ابن اثیر)

لہٰذا خارجیوں نے عبداللہ بن وہب راسبی کے ہاتھ پر بیعت کر کے علی رضی اللہ عنہ کی عملی مخالفت شروع کر دی۔

کوفہ سے نکلنے کے بعد خارجیوں نے بصرہ سے اپنے ساتھیوں کو نہروان میں جمع ہونے کی خبر دے دی۔ چنانچہ بصرہ سے پانچ سو کی جماعت روانہ ہوئی۔ بصرہ کے والی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے ابو الاسود دؤلی کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ لیکن خوارج نکل چکے تھے اور نہروان میں اپنے دیگر ساتھیوں سے جا ملے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوارج نے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا تھا اور جلیل القدر صحابی عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ اور ان کی حاملہ بیوی کو قتل کر دیا۔ علی رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعے کا علم ہوا تو انہوں نے خوارج کی طرف پیغام بھیج کر پوچھا کہ انہیں کس نے قتل کیا؟ خوارج نے جواب دیا ہم سب نے انہیں قتل کیا ہے۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار کا لشکر لیا اور نہروان کی طرف روانہ ہوئے۔

ابن کثیر میں لشکر کی تعداد 80 ہزار اور کہیں لشکر علی رضی اللہ عنہ کی تعداد 40 ہزار بتائی گئی ہے۔

علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے پاس کئی وفد بھیجے مگر وہ ناکام رہے۔

چنانچہ علی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ نہروان پہنچے، خوارج پہلے سے صف آراء تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے خوراج کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارے جن آدمیوں نے ہمارے آدمیوں کو قتل کیا ہے ان کو ہمارے حوالے کر دو، تاکہ ان سے قصاص لیا جا سکے۔ شاید اللہ تم کو راہ راست پر لے آئے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم سب نے ان کو قتل کیا ہے۔ ہم ان کا اور تمہارا خون جائز سمجھتے ہیں۔ اس جواب کے بعد آپ نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس سمجھانے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے ان کو سمجھانے کی پوری کوشش کی مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ آخر میں علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس خود تشریف لے گئے اور تقریر کی: "اے وہ گروہ جسے محض اللہ نے پیدا کیا ہے اور خواہش نفس نے اسے حق قبول کرنے سے روکا تم لوگ شبہ اور غلطی میں مبتلا ہو، میں تم کو متنبہ کرتا ہوں، تاکہ تم گمراہی پر قائم نہ رہو، اور ایسی حالت میں نہ مارے جاؤ کہ اللہ کے سامنے تمہارے لیے کوئی دلیل باقی نہ رہے۔

میں نے تم کو پہلے ہی تحکیم کی تجویز سے روکا تھا کہ یہ محض دھوکہ ہے، لیکن تم ہی اس کے قبول کرنے پر بضد تھے۔

خوارج نے جواب دیا: جب ہم نے حکم کی تجویز قبول کی تھی اس وقت ہم کافر ہو گئے۔ اب ہم نے توبہ کر لی ہے اور مسلمان ہو گئے۔ اگر تم بھی اس طرح اپنے کفر کا اقرار کرو اور توبہ کر لو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں، ورنہ پھر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔" علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے کہا اپنے کسی معتبر آدمی کو بھیجو تاکہ اس سے بات کی جا سکے۔ خارجیوں نے عبداللہ بن الکواء کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گفتگو کے لیے بھیجا۔ دونوں میں بحث ہوئی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکل سکا۔

آغاز جنگ سے پہلے ایک بار پھر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو امان کا حکم دے کر اعلان کرایا، جو شخص ہمارے ساتھ مل جائے یا خارجیوں کا ساتھ چھوڑ دے یا واپس چلا جائے، اس کے لیے امن ہے۔ اس اعلان پر ایک خارجی سردار فروہ بن نوفل اشجعی اپنے پانچ سو ساتھیوں سمیت واپس لوٹ گیا۔ دوسری جماعت کوفہ چلی گئی۔ ایک ہزار خارجی علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور تقریباً ایک ہزار خارجی اپنے سردار عبداللہ بن وہب راسبی کے ساتھ رہ گئے۔

جنگ کی ابتداء:

خوارج نے "لا حکم الا اللہ" کا نعرہ لگا کر علی رضی اللہ عنہ کی فوج پر اس زور سے حملہ کیا کہ علی رضی اللہ عنہ کی پیدل فوج کا دستہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ خوارج اس ہمت اور شجاعت سے لڑے کہ اعضاء کٹنے کے باوجود لڑائی کرتے رہے۔ ایک خون ریز جنگ کے بعد خوارج کو شکست ہوئی۔ ان کے بڑے بڑے سردار عبداللہ بن وہب، زید بن حسین، حرقوص بن زہیر، عبداللہ بن شجر، شریح بن ابی اوفی قتل ہو گئے، صرف 9 خارجی بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کی لاشوں کو بغیر تدفین کے میدان جنگ میں چھوڑ دیا اور واپس ہوئے۔

شام کا ارادہ:

خارجیوں کی شکست کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے فوج کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف مقابلہ کے لیے ابھارا۔ لیکن فوج پست ہمت ہو گئی تھی۔ اشعث بن قیس کندی نے کہا، اے امیر المؤمنین! ہمارے ترکش خالی ہو گئے تلواریں کند ہو گئیں، نیزوں کے پھل خراب ہو گئے، لہٰذا اس وقت گھر چلیں تاکہ دشمن کے خلاف اچھی طرح تیاری کر لی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوج کو جنگ پر ابھارنے کی کافی کوشش کی۔ مگر لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ مجبوراً آپ کو شام پر حملہ منسوخ کرنا پڑا۔

www.KitaboSunnat.com

مصر پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبضہ: (38 ہجری)

مصر کی حکومت کے حاکم قیس بن سعد رضی اللہ عنہ ایک مقتدر صحابی، مدبر اور مصلحت شناس شخصیت تھے۔ یہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے حاکم منتخب ہوئے اور بڑی دانشمندی سے اہل مصر سے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت لے لی۔ صرف اہل خرتباء نے بیعت سے انکار کیا جو عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے زیادہ متاثر ہوئے تھے۔ قیس رضی اللہ عنہ نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ وہ برابر خراج ادا کرتے رہے اور کسی بغاوت پر نہ اترے۔ یہ واقعہ جنگ جمل سے قبل کا ہے۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو علی رضی اللہ عنہ کی زیر کفالت پل کر جوان ہوئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی بیوی اسماء بنت امیہ سے علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا تھا (اور یہ اس وقت چھوٹے تھے) اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو اس بات پر مجبور کیا کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو اہل خرتباہ سے جنگ کرنے کا حکم دیں۔ جنہوں نے ابھی تک آپ کی بیعت نہیں کی۔

علی رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کو اہل خرتباہ کے لیے خط لکھا، لیکن قیس رضی اللہ عنہ نے جواباً علی رضی اللہ عنہ کو ایسا کرنے سے منع کیا۔ اس جواب پر محمد بن جعفر نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ کی اجازت سے مصر روانہ کر دیا۔ محمد بن ابی ابکر رضی اللہ عنہ کے مصر پہنچنے پر سعد رضی اللہ عنہ کو ناگوار لگا اور پوچھا آپ کس حیثیت سے یہاں آئے ہیں۔ کیا آپ حکومت میں میرے شریک ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، حکومت آپ ہی کے ہاتھوں میں رہے گی۔ لیکن قیس رضی اللہ عنہ اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے اور مستعفی ہو کر مدینہ چلے گئے۔

محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ناتجربہ کار اور پرجوش نوجوان تھے۔ بغیر کسی تدبیر کے اہل خرتباہ پر فوج کشی کر دی، یہ لوگ بہادر اور جنگجو تھے۔ لہٰذا محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس ناکامی کی وجہ سے مزید لوگ بھی علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ہو گئے۔ اور معاویہ بن خدیج نے جو مصر کے مقتدر سردار تھے، اعلانیہ طور پر قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کی دعوت شروع کر دی۔

علی رضی اللہ عنہ کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپ نے اشتر نخعی کو ان کی مدد کے لیے روانہ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ اشتر کا راستے میں خاتمہ ہو گیا۔ بعض روایات میں اس قتل میں معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے اور بعض میں موت کا سبب بیماری تھی۔ یہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا سرغنہ تھا۔

اشتر نخعی کی موت کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو چھ ہزار فوج دے کر مصر کی طرف بھیجا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کی سرحد پر پہنچ کر ایک خط لکھا کہ مصر کے باشندے تمہارے خلاف ہو چکے ہیں اور جنگ کی صورت میں وہ تمہارا چھوڑ دیں گے۔ لہٰذا تم میرا خیر خواہانہ مشورہ قبول کرو اور مصر چھوڑ دو۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے ہاتھ سے تم کو کوئی نقصان پہنچے۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے یہ خط علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دیا اور چار ہزار فوج لے کر مقابلہ کے لیے نکلے۔ کنانہ بن بشر جو بہادر و شجاع تھے، مصری فوج کے کمانڈر تھے۔ جم کر لڑتے رہے، مگر معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج نے ان کو گھیر کر قتل کر دا دیا۔ کنانہ کے قتل کے بعد مصریوں نے میدان چھوڑ دیا۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مایوس ہو گئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج نے ان کو ایک گھر سے ڈھونڈ نکالا اور قتل کر دیا۔ ان کی لاش کو مردہ گدھے کی کھال میں ڈال کر جلا دیا اور مصر پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قبضہ ہو گیا۔ (محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا اس طرح قتل کے بعد جلا ڈالنا شاید عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقام کی وجہ سے ہوا، کیونکہ انہوں نے بھی جا کر عثمان رضی اللہ عنہ کو داڑھی سے پکڑ کا نازیبا الفاظ کہے تھے)۔

دیگر اہم واقعات:

39 ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید بن شجرہ رہاوی کو اپنی طرف امیر الحج بنا کر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ یہاں کے حکام قثم بن عباس کو خبر ہوئی تو انہوں نے اہل مکہ کو مقابلہ کے لیے ابھارا لیکن ناکامی ہوئی، تو قثم بن عباس نے علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوج روانہ کی مگر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس بات پر صلح کروا دی کہ امیر الحج نہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہوگا اور نہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے، بلکہ ایک غیر جانبدار شخص شیبہ بن عثمان کو یہ ذمہ داری سونپی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مختلف علاقوں میں افواج بھیجیں جو کامیاب بھی ہوئیں اور بعض جگہوں پر ناکام بھی۔

40 ہجری تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت یمن، حجاز، شام، فلسطین تک قائم ہو چکی تھی اور علی رضی اللہ عنہ کی حکومت عراق و ایران تک محدود ہو گئی تھی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے خلاف ابوالاسود نے جھوٹی شکایت کی کہ آپ بیت المال کے مال کو خلیفہ کی اجازت کے بغیر خرچ کرتے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے جب عبداللہ بن عباس سے جواب طلبی کی تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے اپنے ذاتی مال میں سے خرچ کیا اور بیت المال سے کوئی پیسہ نہیں لیا۔

علی رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا، اگر وہ تمہارا ذاتی مال تھا تو وہ تم کو کہاں سے ملا؟ اس خط کے جواب میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے لکھا میں ایسی گورنری سے باز آیا، آپ جس کو مناسب سمجھیں بصرہ کا عامل مقرر کر دیں۔ میں نے جو مال خرچ کیا وہ میرا ذاتی تھا اور میں اس کو خرچ کرنے کا اختیار رکھتا ہوں۔ یہ لکھ کر وہ خود بھی اپنا سامان لے کر بصرہ سے مکہ روانہ ہو گئے۔

انہی ایام میں عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ امیر معاویہ نے ان کی عزت افزائی کی اور ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی کی جدائی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کا سخت افسوس ہوا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف پوری طرح سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آپ کی ترغیب سے 60 ہزار فوجی جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت: (40 ہجری)

جنگ نہروان میں علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کا زور توڑ دیا تھا اور ان کی اکثریت قتل ہو گئی۔ تقریباً دو سال بعد تین خارجی مکہ میں جمع ہوئے اور باہم معاہدہ کیا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبد الرحمٰن بن ملجم نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے قتل کی ذمہ داری لی۔ برکت تمیمی نے امیر معاویہ کو قتل کرنے کا ذمہ لیا۔ اور عمرو بن بکر تمیمی کہنے لگا میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ٹھکانے لگاؤں گا۔

یہ تینوں 17 رمضان المبارک کی رات یعنی نماز فجر کے وقت اپنے منصوبہ پر عمل درآمد کے لیے متفق ہوئے اور مکہ سے روانہ ہو گئے اور ابن ملجم کوفہ برک، تمیمی شام اور عمرو مصر پہنچا۔

ابن ملجم نے فجر کے وقت چھپ کر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور آپ کو شدید زخمی کر دیا۔ لوگوں نے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا اور علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں بچ گیا تو میں دلیل کے ذریعے اس پر غالب آؤں گا اور اگر شہید ہو گیا تو اسے میرے بدلے میں قتل کر دینا۔

علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں نے اس کے ہاتھ کاٹنے شروع کیے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں۔ لیکن یہ بے حس و حرکت پڑا رہا اور قرآن کی تلاوت کرتا رہا اور کسی طرح کی آہ و بکا نہ کی۔ جب اس کی زبان کاٹنے کا ارادہ کیا تو یہ ڈر گیا لوگوں نے کہا کہ اب کیوں ڈر رہے ہو۔ کہنے لگا کہ میں ڈرتا ہوں کہ ایسی گھڑی میں دنیا میں بسر کروں جس میں اللہ کا ذکر نہ کر سکوں۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیمار تھے اور اپنی جگہ خارجہ بن حبیبہ بن عامر کو امامت کے لیے بھیجا اور عمرو بن بکر خارجی نے امامت کے دوران تلوار کے وار سے قتل کر دیا۔

برک بن عبد اللہ تمیمی نے دمشق مسجد میں داخل ہو کر دوران امامت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا اور بھاگنے کی کوشش کی مگر پکڑا گیا اور قتل ہو گیا۔ امیر معاویہ کو معمولی زخم آیا اور کچھ دنوں بعد ٹھیک ہو گئے۔

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی سیرت:

آپ رضی اللہ عنہ کی پرورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوئی، لہٰذا اس مرتبے میں ان کا کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدمقابل نہیں۔ بہادری ان کا طرۂ امتیاز تھا، تمام اہم غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ آپ خلیفہ ہونے کے باوجود سادہ کھانا کھاتے تھے۔ نفیس غذاؤں سے پرہیز کیا۔ ایک دفعہ فالودہ پیش کیا گیا تو فرمایا کہ کتنا خوش ذائقہ اور خوش رنگ ہے۔ لیکن میں نفس کو ایسی غذاؤں کا عادی بنانا پسند نہیں کرتا۔ (مسند احمد، جلد 1)

آپ کا پانچ سالہ دورِ حکومت داخلی جھگڑوں میں بسر ہوا۔ اس لیے آپ کو داخلی نظم ونسق کی وجہ سے بیرونی فتوحات کا موقع نہ مل سکا۔

امیر معاویہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ایک ساتھی سے آپ رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرنے کو کہا۔ جس نے آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت پر مختصر اور جامع تبصرہ کیا۔

''وہ بلند حوصلہ اور نہایت طاقت ور تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے تھے۔ عادلانہ فیصلہ کرتے تھے۔ دنیا اور اس کی دلفریبیوں سے وحشت رکھتے تھے۔ رات کی تاریکی سے انس رکھتے تھے۔ عبرت پذیر اور بہت غور وفکر کرنے والے تھے۔ موٹا لباس اور سادہ کھانا پسند کرتے تھے۔ ہم میں ہم لوگوں کی طرح ہی رہتے تھے۔ جب ہم کچھ پوچھتے تو اس کا جواب دیتے۔ باوجود اتنی قربت کے ہیبت کی وجہ سے ہم ان سے گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ وہ دینداروں کی تعظیم کرتے تھے۔ غریبوں کو مقرب بناتے تھے۔ ان کے پاس کمزور انصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا۔ بسا اوقات اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رات کو اپنی داڑھی کو مٹی میں دبائے بے قرار اور غم رسیدہ کی طرح روتے ہوئے کہتے ہیں ''اے دنیا کسی اور کو فریب دے تو مجھ سے لگاوٹ کر رہی ہے۔ میری مشتاق ہے۔ افسوس میں نے تجھے تین طلاقیں دیں۔ تیری عمر تھوڑی اور تیرا مقصد حقیر ہے۔ سفر طویل راستہ وحشت ناک اور زادِ سفر تھوڑا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام کا موقف

(1) پہلا گروہ:

علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خیال تھا کہ پہلے اسلامی حکومت کو مستحکم کیا جائے اور پھر قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ سے نمٹا جائے۔

(2) دوسرا گروہ:

طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات پر متفق تھے کہ پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کے قصاص لیا جائے اور پھر خلیفہ کا انتخاب۔

(3) تیسرا گروہ:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، احنف بن قیس رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ابوبکر ثقفی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر مشتمل تھا۔ جن کے خیال میں دونوں گروہوں سے کسی کا بھی ساتھ نہ دیا جائے اور اس سے الگ تھلگ رہنا ضروری ہے۔

عام مسلمانوں کا موقف:

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ابن ملجم ان لوگوں میں سے ہے، جن کے متعلق ہم جہنم کی امید رکھتے ہیں اور اس بات کو بھی جائز سمجھتے ہیں کہ اللہ اس سے درگزر کر لے، یعنی ہم اللہ تعالیٰ پر اپنا فیصلہ صادر نہیں کر سکتے۔ اس کا حکم بھی وہی ہے، جو قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ، قاتل زبیر رضی اللہ عنہ، قاتل سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، قاتل عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، خارجہ رضی اللہ عنہ اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ ہے۔

زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام نے جنت کی خوشخبری سنائی تھی اور زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''احد کے دن طلحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ میرا کسی نے جم کر ساتھ نہیں دیا، وہ مجھے اپنی ہتھیلی کے ذریعے شر سے بچاتے تھے۔'' (کنز العمال)

یہ دونوں جلیل القدر صحابہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

اسی طرح عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''جنت تین آدمیوں کی طرف اشتیاق رکھتی ہے، علی رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ۔ (جامع ترمذی)

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں مارے گئے۔ اس لیے ہم یہ فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں کہ کس کو غلط اور کس کو صحیح کہا جائے۔ ہمارے لیے یہ تمام ہستیاں انتہائی قابل احترام ہیں۔ چاہے وہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھے یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف فوج میں شامل تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت امیر المومنین سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ: (40 ہجری)

آپ رضی اللہ عنہ نصف شعبان میں 3 ہجری کو پیدا ہوئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفۃ المسلمین منتخب ہوئے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا، پھر فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس شخص سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔'' (صحیح مسلم، فضائل صحابہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ یہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔'' (مستدرک حاکم)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ''اہل بیت میں سے مجھ کو حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت ہے۔'' (ترمذی، فضائل صحابہ)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ جنت کے دو پھول ہیں۔'' (ترمذی)

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔'' (ترمذی)

عمیر بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ہی ایسے شخص تھے جب بات کرتے تھے تو میں چاہتا تھا کہ آپ باتیں کرتے رہیں اور اپنا کلام ختم نہ کریں، آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے کبھی کوئی فحش کلمہ نہیں سنا۔

مروان بن حکم مدینہ کا حاکم تھا اور حسن رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا۔ مگر جب حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو مروان آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں رو رہا تھا کہ ایک انتہائی عظیم شخص ہم سے جدا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہوتے ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عراق پر فوج کشی کر دی اور عبید اللہ بن عامر کو ایک لشکر کے ساتھ مدائن کی طرف روانہ کر دیا۔ حسن رضی اللہ عنہ کو جب شامی فوج کی روانگی کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کے لیے قیس بن سعد کو بارہ ہزار کا لشکر دے کر مقابلہ کے لیے روانہ کر دیا اور خود ایک لشکر لے کر ابن سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ ساباط پہنچ کر آپ کو اپنی فوج کی کمزوری کا احساس ہوا تو آپ نے لشکر کو روک کر ایک تقریر کی۔

''لوگو! میں کسی مسلمان کی جانب سے اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا اور تم کو اسی نظر سے دیکھتا ہوں، جس نظر سے اپنی ذات کو دیکھتا ہوں۔ میں تمہارے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں، امید ہے اس کو مسترد نہ کرو گے۔ جس اتحاد و یکجہتی کو تم ناپسند کرتے ہو، وہ اس اختلاف و تفرقہ سے بہتر ہے جسے تم چاہتے ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری اکثریت اس جنگ سے پہلو تہی کر رہی ہے اور کمزوری دکھا رہے ہیں۔ اس لیے میں تم کو تمہاری مرضی کے خلاف مجبور کرنا نہیں چاہتا۔''

یہ خیالات سن کر لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ خارجیوں کی ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ تھی۔ اس نے کہا کہ حسن رضی اللہ عنہ اپنے باپ کی طرح اسلام سے نکل گیا۔ اس میں سے کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا خیمہ لوٹ لیا۔ ان کا غلط رویہ دیکھ کر آپ نے قبیلہ ربیعہ و ہمدان کو آواز دی۔ انہوں نے دوڑ کر خارجیوں کو ہٹا دیا اور آپ مدائن کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک خارجی جراح بن قبیصہ جو تاک میں چھپ کر بیٹھا تھا نے حسن رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔ آپ کی ران میں زخم آیا۔ خارجی پکڑا گیا اور قتل ہو گیا۔ زخم بھرنے تک حسن رضی اللہ عنہ مدائن میں رکے رہے۔ زخم مندمل ہونے پر دوبارہ فوج لے کر امیر معاویہ کے سپہ سالار عبید اللہ بن عامر کے مقابلے میں نکلے۔ ابن عامر نے عراقی فوج میں اعلان کروا دیا کہ میں جنگ نہیں کرنا چاہتا، میری حیثیت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقدمۃ الجیش کی ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ خود انبار تک پہنچ چکے ہیں۔ حسن رضی اللہ عنہ کو سلام کے بعد میرا پیغام پہنچا دو کہ اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے اپنے اور اپنی جماعت کے حال پر رحم کریں۔ یہ پیغام سن کر عراقیوں نے ہاتھ روک لیے۔ حسن رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھا تو جنگ کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس مدائن چلے گئے۔ آپ کی واپسی کے بعد عبید اللہ عامر نے محاصرہ کر لیا۔ امیر معاویہ بھی اپنے لشکر کے ہمراہ مدائن پہنچ گئے اور حسن رضی اللہ عنہ کی طرف صلح کا پیغام ارسال کیا۔ حسن رضی اللہ عنہ چند شرائط پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

شرائط:

1: کسی عراقی کو پرانی عداوت کی وجہ سے انتقام کا نشانہ نہ بنایا جائے۔

2: بلا استثناء سب کو امان دی جائے۔

3: اہل عراق کی بدزبانیوں کو نظر انداز کیا جائے۔

4: دارالجبرہ کا خراج حسن رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔

5: حسین رضی اللہ عنہ کو سالانہ پانچ لاکھ درہم دیے جائیں۔

6: وظائف میں بنو ہاشم کو بنو امیہ پر ترجیح دی جائے۔

امیر معاویہ نے بغیر کسی ترمیم کے تمام شرائط منظور کر لیں اور اپنے قلم سے اقرار نامہ لکھ کر عبید اللہ بن عامر کے ذریعے حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دیا۔

حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی دستبرداری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

''اما بعد! اے لوگو! اللہ نے ہمارے اگلوں سے تمہاری ہدایت اور پچھلوں سے تمہاری خونریزی رکوائی۔ دانائیوں میں سب سے بڑی دانائی تقویٰ اور عجز میں سب سے بڑا عجز بداعمالیاں ہیں۔ یہ امر یعنی خلافت ہمارے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان دونوں صورتوں میں متنازع فیہ ہے۔ یا وہ اس کے حقدار ہیں یا میں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح اور تم لوگوں کی خونریزی سے بچنے کے لیے اس سے دستبردار ہوتا ہوں۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ خلافت تمہارے لیے چند روزہ سرمایہ ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدینہ میں قیام:

خلافت سے دست برداری کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کوفہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لے آئے اور اپنی وفات تک مدینہ میں قیام پذیر رہے۔ آپ چالیس ہجری میں خلیفہ منتخب ہوئے اور 41 ہجری میں دستبردار ہو گئے۔ مدت خلافت تقریباً 6 ماہ بنتی ہے۔

دستبرداری کے 9 سال بعد یعنی 50 ہجری میں فوت ہو گئے۔ موت کے اسباب میں ایک وجہ آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت الشعث کا زہر دیا جانا بھی بیان کیا جاتا ہے۔ اصل علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

سعید بن العاص نے نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (41 ہجری سے 59 ہجری)

معاویہ رضی اللہ عنہ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ ان کا نسب پانچویں پشت عبد مناف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپ کے دادا حرب قریش کے سپہ سالار تھے۔ عکاظ، فجار، فجار دوم اور ذات تکیف کی لڑائیوں میں جو زمانہ جاہلیت میں لڑی گئیں، قریش کے سردار حرب بن امیہ ہی تھے۔ حرب کے بعد ان کے بیٹے ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس عہدے پر سرفراز ہوئے۔ قریش اور مسلمانوں کے مابین پہلی جنگ، جنگ بدر میں یہ شریک نہ ہو سکے۔ یہ اس تجارتی قافلہ کے سردار تھے جسے پکڑنے کے لیے مسلمان اور جسے بچانے کے لیے مشرکین، مکہ سے نکلے تھے، اور ابوسفیان بڑی مہارت سے قافلے کو بچا کر مکہ پہنچ گئے۔ اس کے بعد جنگ احد اور احزاب میں یہی سپہ سالار تھے۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے پاس ام حبیبہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ امیر معاویہ نے دیکھا تو پلٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاویہ آجاؤ تو آپ واپس آکر ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہ مجھے امید ہے کہ میں تم اور یہ جنت میں اکٹھے ہوں گے اور ہمارے درمیان جام گردش کرے گا۔

(تاریخ ابن عساکر)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام المومنین ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا اور عمرے سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال قینچی سے کاٹے اور وہ اپنے پاس بطور تبرک رکھ لیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں اپنے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور بھائی یزید کے ساتھ شریک ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ چلے گئے۔ آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب وحی مقرر کیا۔ وہ وثیقہ نویسی، مراسلات کی تحریر اور مہمانوں کی ضیافت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو تریسٹھ احادیث مروی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی: ''الٰہی! معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرآن اور حساب سکھلا اور عذاب سے بچا۔'' (امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ)

الٰہی! اسے قرآن سکھا اور ملک میں اسے اقتدار عطا کر اور اسے عذاب سے بچا۔

(فضائل صحابہ)

عبدالرحمٰن بن آل عمیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعاء فرمائی: ''الٰہی! اسے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے دوسروں کو ہدایت دے۔'' (تاریخ کبیر بخاری)

امام بخاری اپنے کتاب تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں: ''جب یمنی سردار وائل بن حجر مدینہ آئے اور اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قطعہ اراضی اس کے نام الاٹ کر دیا اور کاغذات کی تیاری اور پلاٹ کی نشاندہی کے لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا، کیونکہ وہ اس کام کو اچھی طرح جانتے تھے۔

12 ہجری میں مسیلمہ کذاب نبوت کے جھوٹے دعویٰ دار کے خلاف جنگ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شریک تھے اور مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے والے وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ، ابودجانہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ بھی شامل تھے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرزمین شام کی طرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی یزید کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا اور دوسرا لشکر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ جا کر پہلے لشکر کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

18 ہجری کو لشکر اسلام کے سپہ سالار ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ طاعون کی بیماری میں فوت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ یزید بن ابوسفیان کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں شام کا مشہور و معروف شہر ایساریہ فتح ہوا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور ان کو شام کا گورنر مقرر کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ عرب کا کسریٰ ہے۔ یہ قریشی نوجوان ہے اور سردار کا بیٹا ہے۔

23 ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عسقلان شہر فتح کرنے کا کارنامہ انجام دیا۔ اسی خوشی میں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا سالانہ وظیفہ دس ہزار دینار مقرر کر دیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا کارنامہ اہل اسلام کے لیے بحری بیڑے کی تیاری ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اس کی اجازت نہیں دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ نے بحری بیڑہ تیار کرنے کی اجازت دے دی۔

بحری فوج کی تشکیل دینے کے بعد سب سے پہلے جزیرہ قبرص فتح کیا، جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی ''میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جنگ کرے گا۔ انہوں نے اپنے لیے جنت واجب کر والی۔'' ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ان لوگوں میں میں بھی ہوں گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان میں تم بھی ہوگی'' ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا اس جنگ میں اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شریک ہوئیں اور گھوڑے سے گر کر شہید ہوئیں۔ اس سارے لشکر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس لشکر کے سپہ سالار تھے۔

جزیرہ قبرص پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی سلطنت کے دوسرے بڑے جزیرے روڈس کو بھی فتح کر لیا۔ اہل روم نے اس شکست کا بدلہ لینے کے لیے چھ سو بحری جہازوں پر مشتمل ایک بحری بیڑہ تیار کیا۔ تاکہ مصر پر حملہ کیا جا سکے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابلہ کے لیے ایک ہزار سات سو بحری جہازوں پر مشتمل ایک بڑا بیڑہ تیار کیا اور رومی افواج کو شکست فاش دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجیوں سے جنگ:

41 ہجری میں خارجی سردار فروہ بن نوفل نے کوفہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابلہ کے لیے افواج بھیجیں مگر فروہ نے انہیں شکست دی۔ اس شکست پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا کہ اس سازش میں تمہارا بھی ہاتھ ہے۔ فروہ کو گرفتار کرو ورنہ تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اس دھمکی پر اہل کوفہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور قتل کر دیا۔ اس کے بعد خارجیوں نے اپنا سردار جوثرہ بن وداع کو منتخب کیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کو مقابلہ کے لیے بھیجا۔ جوثرہ مارا گیا۔ مگر خارجیوں کی طاقت میں کوئی فرق نہ آیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور خارجیوں کا خاتمہ کرنے کی ہدایت کی۔ آپ نے ایک سال کے اندر خارجیوں کا زور توڑ دیا اور اس کے آخری سردار مستورد بن علقمہ سے کئی معرکے ہوئے۔ مگر خارجی غالب رہے، آخر میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مستورد کے مقابلہ کے لیے معقل کو فوجیں دے کر مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ لڑائی میں دونوں مارے گئے۔ مستورد کے قتل کے بعد خارجیوں کا زور ٹوٹ گیا۔

زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو فارس کا والی مقرر کیا تھا۔ زیاد بن سفیان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے حامی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے سخت مخالفین میں سے تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو ابھی تک انہوں نے تسلیم نہیں کیا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حسن تدبیر سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت پر آمادہ کر لیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو بعض شہادتوں کی بناء پر اپنا بھائی تسلیم کر لیا اور آپ کو بصرہ کا والی مقرر کر دیا۔ چونکہ بصرہ کی حالت زیادہ خراب تھی، 45 ہجری میں زیاد کا تقرر ہوا اور آپ نے بصرہ کی جامع مسجد میں ایک تقریر کی اور پولیس کا زبردست نظام قائم کیا۔ لوگوں کے رات دیر سے باہر نکلنے پر پابندی عائد کر دی۔ اگر کوئی رات دیر سے نظر آجاتا تو اس کو قتل کر دیا جاتا۔ اس سختی سے اہل بصرہ کی حالت درست ہو گئی۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی موت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد بن ابی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفیان رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا والی بھی مقرر کر دیا۔ زیاد پہلا شخص تھا جو بصرہ اور کوفہ دونوں کا گورنر رہا۔ کوفہ آمد پر زیاد نے کوفہ کی جامع مسجد میں ایک تقریر کی۔ دوران تقریر اہل کوفہ نے اس پر کنکریاں پھینکیں۔ زیاد نے مسجد کے دروازے بند کروا دیے اور چار چار آدمیوں کو بلوا کر ان سے حلفاً اقرار کروایا کہ انہوں نے کنکریاں نہیں پھینکیں تھیں۔ ایسے تیس اشخاص نکلے جنہوں نے حلف نہ اٹھایا۔ ان سب کے ہاتھ کٹوا دیئے گئے۔

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا قتل:

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کے پرزور حمایتی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دستبرداری سے سخت دلبرداشتہ ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں سینہ سپر رہے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر تھے اور دوران خطبہ میں امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی حکومت کو برا بھلا کہتے تھے۔ اس کے جواب میں حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے تھے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نرم مزاج انسان تھے اور وہ حجر رضی اللہ عنہ کے ردعمل پر خاموشی اختیار کرتے رہے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بصرہ اور کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے۔ انہوں نے شروع میں حجر رضی اللہ عنہ کو سمجھا دیا تھا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کی تعریف اور امیر معاویہ کی مخالفت چھوڑ دیں۔ لیکن حجر رضی اللہ عنہ نے اپنا طرز عمل نہ بدلا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں بدستور قائم رہے۔ مزید جب زیادہ کو پتہ چلا کہ حجر بن عدی رضی اللہ عنہ شیعان علی رضی اللہ عنہ کے سرغنہ اور راہنما ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائیاں بیان کرتے اور ان کے خلاف سازش کرتے ہیں۔ زیاد بن ابی سفیان نے ان کو دیگر ساتھیوں سمیت گرفتار کیا اور شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دیا اور ان کو لکھا کہ یہ لوگ فتنہ کی بنیاد ہیں۔ جب تک قتل نہ کیے جائیں اس وقت تک فتنہ برپا رہے گا۔ لوگوں نے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کے خلاف شہادت دی۔ اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ان کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔ حجر بن عدی رضی اللہ عنہ بڑے مرتبہ کے صحابی تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی گرفتاری کی خبر ہوئی تو کچھ آدمیوں کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ابن حجر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا جائے۔ لیکن یہ لوگ ان کے قتل کے بعد پہنچے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے قتل پر سخت صدمہ ہوا۔ امیر معاویہ اس سال حج کی غرض سے گئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ تم کو حجر اور ان کے ساتھیوں کے قتل پر اللہ کا خوف نہیں آیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ان کے قتل کے ذمہ داران کے خلاف شہادت دینے والے ہیں۔

بغاوتوں پر قابو:

41 ہجری میں بلخ، ہرات اور بازغیس کے باشندے باغی ہو گئے۔ قیس بن ہیثم نے بلخ پہنچ کر اس کے آتش کدہ کو مسمار کر کے اہل بلخ کو دوبارہ اطاعت گزار بنایا اور عبداللہ بن حازم نے ہرات، بوشنج اور بازغیس کے علاقوں کو قابو کیا۔

43 ہجری میں اہل کابل باغی ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ کو اس مہم پر بھیجا گیا۔ انہوں نے کابل کا محاصرہ کیا اور اہل شہر پر سنگ باری شروع کی۔ شہر کی دیواروں کو توڑ دیا۔ اہل کابل نے شہر سے نکل کر ان کا مقابلہ کیا مگر مسلمانوں نے ان کو شکست دی اور شہر میں داخل ہو گئے۔ کابل کی فتح کے بعد مسلمانوں نے رازان طخارستان، رخج اور غزنی پر قبضہ کر لیا۔ (ابن اثیر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتوحات

سندھ کی فتوحات:

50 ہجری میں مکران و بلوچستان کے سالار عبد اللہ بن سوار نے سندھ پر حملہ کیا۔ سندھیوں نے قلات کے مقام پر جم کر مقابلہ کیا۔ عبداللہ بن سوار میدان جنگ میں شہید ہوئے۔ ان کے بعد نسان بن ابی سنان کا تقرر ہوا۔ انہوں نے مکران کے باغی صوبہ کو دوبارہ فتح کر کے یہاں نظام حکومت قائم کیا۔ دو سال کے عرصے میں متعدد فتوحات حاصل کیں اور بدھا کے معرکے میں مارے گئے۔ ان کے بعد زیاد کا بیٹا عبدان بھیجا گیا۔ یہ سیستان کے راستے بلمند اور پھر قندھار پہنچا اور اہل قندھار پر حملہ آور ہوا۔ مقابلہ سخت ہوا، بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور آخر میں کامیاب ہوئے۔ اس طرح قندھار پر اسلامی افواج کا قبضہ ہو گیا۔

54 ہجری میں عبید اللہ بن زیاد خراسان کا گورنر مقرر ہوا، یہ بڑا بہادر اور حوصلہ مند تھا اس نے حملہ کر کے بخاریٰ کے کوہستانی علاقے کو فتح کیا۔ 55 ہجری میں عبید اللہ بن زیاد کی جگہ عثمان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ خراسان کے والی مقرر ہوئے۔ انہوں نے بخاریٰ کے باغیوں پر دوبارہ فتح حاصل کی اور سمرقند کا رخ کیا اور تین دن تک شہر کا محاصرہ جاری رکھا، آخر کار 7 لاکھ خراج ادا کرنے پر راضی ہو گئے اور مسلمانوں شہر کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل گئے۔

شمالی افریقہ کی فتوحات:

41 ہجری میں عقبہ بن نافع نے فوج کشی کی اور لواتہ اور زناتہ کو فتح کیا۔ 43 ہجری میں سوڈان کے بعض حصے فتح کیے۔ 41 ہجری میں معاویہ بن خدیج نے افریقہ کے بڑے شہر بنذرت فتح کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

45 ہجری میں معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فوج کشی کی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبد الملک رحمہ اللہ، صحابہ اکابر قریش نے بھی شرکت کی۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے سوسہ اور عبدالملک نے جلولا فتح کیا اور فوجی چھاؤنی بنائی۔

رومیوں سے معرکہ آرائی:

48 ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشرقی یورپ کے قلب قسطنطنیہ پر باقاعدہ منصوبہ کے ساتھ حملہ کیا اور سفیان بن عوف کو ایک بڑی فوج کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی تھی۔ اس لیے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان ابوایوب انصاری، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگ بھی اس جہاد میں شامل ہوئے۔ سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ سپہ سالار اعلیٰ کی ماتحتی میں اپنے بیٹے یزید کو بھی (جو صائفہ فوج کا افسر تھا) ایک حصہ فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ یہ لشکر بحری اور بری راستے سے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا اور شہر کا محاصرہ کرلیا۔ شہر کی دیوار اور حفاظت بہت سخت تھی۔ اس لیے یہ حملہ کامیاب نہ ہو سکا اور نامور صحابہ رضی اللہ عنہم اس معرکے میں شہید ہوئے۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے محاصرے کے دوران وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ سخت سردی اور سامان کی کمی کے سبب یہ حملہ کامیاب نہ ہوسکا اور اسلامی لشکر اسی طرح واپس لوٹ آیا۔

روڈس کی فتح:

54 ہجری میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی افواج نے روڈس کو فتح کر لیا۔ کریٹ پر بھی مسلمان افواج حملہ آور ہوئیں مگر فتح حاصل نہ ہوسکی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یزید بن معاویہ
(60 ہجری تا 64 ہجری)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کا بیٹا امیر یزید، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے منتخب ہوئے۔

ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: ''تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یزید کی ولی عہدی پر متفق تھے اور اجماع ہی حجت شرعی ہے۔ پس امام اس معاملہ میں متہم نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ وہ یہ کاروائی اپنے بیٹے یا باپ کے لیے کرے۔ جیسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے فرزند کو ولی عہد بنانے کا واقعہ ہے۔ اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے ابن خلدون نے لکھا ہے۔ (1) کہ کسی مصلحت کے تحت اور فساد کے اندیشے سے اگر ایسا ہوا تو سوء ظن رکھنے کی وجہ نہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو باہمی مشورے سے منتخب کروا کر امت کو فتنہ سے محفوظ رکھا۔ (2) اس وقت بنی امیہ قریش کا سب سے مضبوط قبیلہ تھا۔ لہٰذا بنی امیہ سے خلیفہ کا انتخاب ضروری تھا۔ اس امر میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی مشکوک نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق کے معاملہ میں چشم پوشی کے کسی طرح بھی روادار نہیں ہو سکتے تھے۔ (مقدمہ ابن خلدون 175۔176)

ابن کثیر اور علامہ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کی تکمیل پر یہ دعا مانگی۔ ''اے اللہ آپ جانتے ہیں اگر میں نے یزید کو اس لیے ولی عہد بنایا ہے کہ وہ اس کا اہل ہے تو اس کی ولی عہدی کو پورا کیجیے اور اگر میں نے اس کی محبت کی وجہ سے ولی عہد بنایا ہے تو اس کی ولی عہدی کو پورا نہ ہونے دینا۔'' (البدایہ والنہایہ: 8)

کردار یزید:

رجب 60ھ میں جس وقت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر مکہ معظمہ پہنچی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسین رضی اللہ عنہ کے چچا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ابن عباس کے پاس گئے، وہاں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ پھر ہم نے ان سے کہا کہ اے ابوالعباس قاصد معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر لایا ہے۔ یہ سن کر وہ دیر تک خاموش رہے۔ پھر دعا مانگی الٰہی! معاویہ رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت وسیع کر۔ واللہ وہ ان لوگوں کی طرح نہ تھے جو ان سے پہلے گزر گئے، ان کے بعد کوئی ان کے مثل بھی آنے والا نہیں۔ اور ان کے فرزند یزید نیکوکاروں میں سے ہیں، تم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہنا، اطاعت کرنا اور بیعت کرنا۔ اسی طرح ہم ان کے پاس بیٹھے تھے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکہ کے عامل خالد بن العاص کا قاصد آیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لیے بلایا وہ گئے اور یزید کی بیعت کی۔

(کتاب نساب و اشراف بلاذری یروشلم)

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ”میں ان (یزید) کے پاس گیا ہوں۔ ان کے پاس مقیم رہا ہوں، ان کو نماز کی پابندی کرنے والا، نیک کاموں میں سرگرم، مسائل فقہ پر گفتگو کرنے والا اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا پایا ہے۔

(البدایہ والنہایہ)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یزید کے فضائل کے بارے میں لکھا ہے: ”اور یزید کی ذات میں قابل ستائش صفات حلم و کرم، فصاحت و شعر گوئی اور شجاعت و بہادری کی تھیں۔ وہ خوبصورت اور خوش سیرت تھے۔“ (البدایہ والنہایہ)

قاضی ابی بکر اپنی کتاب العواصم صفحہ 243 پر ذکر کرتے ہیں: ”اور یہ دلیل اس کی ہے کہ (امام احمد) کے نزدیک یزید کی عظیم منزلت تھی۔ یہاں تک کہ ان کو زھاد صحابہ اور تابعین کے زمرہ میں شامل کیا ہے۔ جن کے اقوال کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کے واعظوں سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ انہوں نے تابعین کے تذکرے سے پہلے صحابہ کے زمرہ کے ساتھ ہی ان کو شامل کیا ہے۔“

ابن کثیر رحمہ اللہ نے امام غزالی کے فتوے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اور امام غزالی نے یزید پر سب و شتم کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ وہ مسلمان تھے اور یہ ثابت نہیں کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔ رہا ان پر (رحمہ اللہ) کہنا تو یہ جائز ہے اور ہم ان پر رحمت کی دعا اپنی نمازوں میں تمام مسلمین کے مومنین کے ساتھ مانگا کرتے ہیں۔'' (البدایہ والنہایہ)

ابو طالب عکبری رحمہ اللہ نے امام احمد سے یزید پر لعنت کے سلسلے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: اس بارے میں گفتگو نہ کر کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ (طبقات حنابلہ)

شیخ عبدالمغیث بن زبیر الحرانی رحمہ اللہ نے یزید کی حسن سیرت اور اوصاف پر ایک کتاب لکھی ہے، جس میں بہت سے عجیب و غریب حالات بیان کیے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ)

ایک حج کے موقع پر امیر یزید نے عمر بن عاصم بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام مسکین سے شادی کی۔ (کتاب الانساب الاشراف)

دوسرا جہاد قسطنطنیہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا جس میں لشکر کا سردار یزید بن معاویہ تھے۔ اس بخاری کی حدیث میں یزید کی فضیلت بیان ہوئی۔ صحیح بخاری کی روایت میں دوسرے لشکر کے حق میں لفظ "مغفور لھم" آیا ہے۔ یہ حدیث مضبوط دلیل ہے معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کے ایمان و حسن خاتمہ کی۔ پس ان پر طعن ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

(موطا امام مالک باب جہاد کی فضیلت)

اب ہم ان بڑے بڑے واقعات کا اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جو یزید کے دور میں پیش آئے اور جن کی وجہ سے یزید پر سب و شتم کیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

60 ہجری میں یزید کے ہاتھ پر تمام لوگوں نے بیعت کر لی سوائے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ۔ یہ دونوں مدینہ سے رات کی تاریکی میں چھپ کر مکہ چلے گئے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکۃ المکرمہ پر باقاعدہ قبضہ کر لیا اور وہاں کے گورنر حارث بن خالد کو گھر میں قید کر دیا۔ عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ نے مکہ پر فوج کشی کی لیکن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید کو شکست دی اور مکہ پر قابض ہو گئے۔

اہل عراق کی حسین رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت:

جب عراقیوں کو خبر پہنچی کہ حسین رضی اللہ عنہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کر دیا ہے تو انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خطوط بھیجنے کا سلسلہ شروع کر دیا اور لکھا کہ ہم صرف آپ کی بیعت کریں گے اور یزید سے برأت کا اعلان کیا۔ آپ کو 500 سو سے زیادہ دعوتی خطوط موصول آئے کہ آپ عراق تشریف لے آئیں تاکہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جا سکے۔

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے اس سارے معاملے کی تحقیق کے لیے اپنے چچا زاد مسلم بن عقیل کو عراق بھیجا کہ وہاں جا کر حالات کا مکمل جائزہ لیں۔ مسلم بن عقیل کوفہ کے سردار ھانی بن عروہ کے ہاں مقیم ہو گئے اور لوگ آپ کے ہاتھ پر حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا شروع ہو گئے۔ پہلے دن بارہ ہزار افراد نے بیعت کی۔ مسلم بن عقیل نے یہ سارے حالات لکھ کر دو اشخاص قیس و عبدالرحمان کو مکہ حسین رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا کہ آپ فوراً تشریف لے آئیں، لاکھوں لوگ آپ کے ہاتھ پر اعلانیہ بیعت کریں گے۔ کوفہ کے اموی گورنر نعمان بن بشیر کو اس سارے معاملے کی خبر ہو گئی، لیکن انہوں نے اپنی فطری امن پسندی کی وجہ سے سختی نہیں کی۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبید اللہ بن زیاد کی کوفہ آمد:

یزید کے پاس کوفہ کی یہ خبریں پہنچیں کہ مسلم بن عقیل کوفہ میں کھل عام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لے رہے ہیں تو آپ نے عبید اللہ بن زیاد والی بصرہ کو حکم بھیجا کہ کوفہ جاکر مسلم بن عقیل کو نکال دو یا قتل کر دو۔ عبید اللہ فوراً کوفہ پہنچا اور اہل کوفہ کے سامنے تقریر کی۔ ''کوفہ کے لوگو! امیر المؤمنین نے مجھے تمہارے شہر کا حاکم مقرر کر کے بھیجا ہے اور مظلوموں کے ساتھ انصاف، مطیع وفرمانبرداروں کے ساتھ حسنِ سلوک اور نافرمانوں کے ساتھ سختی کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں اس حکم کو پورا کروں گا۔ اطاعت گزاروں کے ساتھ شفقت سے پیش آؤں گا۔ لیکن مخالفین کے لیے قاتل ہوں۔'' (ابن کثیر)

مسلم بن عقیل کا قتل:

عبید اللہ بن زیاد نے اپنے باپ کے آزاد کردہ غلام معقل کو مسلم بن عقیل کی تلاش میں تین ہزار درہم دے کر بھیج دیا۔ معقل شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویدار ہو کر عروہ بن ہانی کے گھر میں مسلم بن عقیل سے ملا اور ان کو تین ہزار درہم دیے۔ عروہ بن ہانی کوفہ کے سرداروں میں سے تھا، جب عبید اللہ نے مسلم بن عقیل کے بارے میں پوچھا تو اس نے انکار کیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے اپنے غلام معقل کو بلوایا۔ جب عروہ نے معقل کو دیکھا تو بہت گھبرایا اور انکار کی گنجائش نہ رہی۔ عروہ بن ہانی نے کہا کہ میں نے مروت میں مسلم کو گھر میں پناہ دی نہ کہ میں نے ان کو اپنے گھر بلوایا ہے۔ عبید اللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل کو حوالے کرنے کے لیے کہا، مگر عروہ نے انکار کر دیا۔ عبید اللہ نے اس کو پٹوا کر اپنے دارالامارہ میں ہی بند کر دیا۔

اہل کوفہ کو جب خبر ملی کہ عروہ قتل کر دیئے گئے اور عروہ کے گھر والوں نے رونا دھونا شروع کیا تو مسلم بن عقیل سے نہ رہا گیا وہ تلوار لے کر نکلے اور تمام اہل بیت سے مطالبہ کیا کہ نکل کر گورنر کا مقابلہ کریں۔ 18 ہزار میں سے چار ہزار لوگ مسلم بن عقیل کے ساتھ نکلے اور قصر امارہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت قصر میں عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ لگ بھاگ پچاس لوگ تھے جن میں کچھ پولیس کے آدمی اور کچھ سرداران کوفہ تھے۔ ابن زیاد نے اشراف کوفہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کہا کہ وہ نکل کر اپنے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو سمجھائیں اور اعلان کر دیا کہ جو میری اطاعت کرے گا اس کو انعام واکرام سے نوازا جائے گا اور مخالفین کا سختی سے مقابلہ کیا جائے گا۔ یہ دھمکی سن کر اور شرفاء کوفہ کے سمجھانے سے اکثریت نے مسلم بن عقیل کا ساتھ چھوڑ دیا۔ صرف تیس اشخاص آپ کے ساتھ رہ گئے۔ مسلم بن عقیل نے پناہ لینے کے لیے ایک بڑھیا کے گھر کا انتخاب کیا اور اپنا تعارف اور مجبوری بیان کی۔ مگر بڑھیا کے بیٹے نے جا کے عبید اللہ بن زیاد کو اطلاع کر دی۔ ابن زیاد نے محمد بن اشعث کو گرفتاری کے لیے روانہ کیا اور محمد بن اشعث نے مسلم بن عقیل سے جان بخشی کے وعدے پر گرفتاری لے لی۔ جب ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ کو بھی عروہ بن ہانی کے ساتھ جیل میں بند کر دیا گیا۔ مسلم بن عقیل نے اپنے قریبی عزیز عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کے ذریعے حسین رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ میں نے سات سو درہم اہل کوفہ سے قرض لیا تھا ان کو ادا کر دینا اور اہل کوفہ پر کبھی اعتبار نہ کرنا۔ جہاں تک پہنچے ہیں، وہیں سے واپس لوٹ جائیں۔ ان وصیتوں کے بعد ابن زیاد نے مسلم بن عقیل اور عروہ بن ہانی کو قتل کروا کر لاشوں کو عبرت کے لیے لٹکوا دیا۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی مکہ سے روانگی:

اہل مکہ اور دیگر معززین کو جب معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے لیے روانگی کا فیصلہ کر لیا تو آپ کو اس فیصلہ سے روکنے کی کوششیں کیں، مگر سب ناکام ہوئیں۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بنو ہاشم کے سربراہ تھے۔ انھوں نے بطور سربراہ خاندان حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے ہر طریقے سے روکا، ایک موقع پر انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہو کہ لوگ آپ کو اور مجھے برا بھلا کہیں گے تو میں آپ کے بال اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیتا اور اس وقت تک نہ چھوڑتا جب تک آپ اپنا ارادہ ملتوی نہ کر دیتے۔ (البدایہ والنہایہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

عامر بن شرجیل شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے جب ان کو معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف جا رہے ہیں تو آپ نے تین راتوں کا سفر طے کر کے حسین رضی اللہ عنہ کو راستے میں جا لیا اور پوچھا کہاں جا رہے ہیں؟ حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عراق کا ارادہ ہے اور عراقیوں کے خطوط دکھائے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان کے پاس نہ جائیں، لیکن حسین رضی اللہ عنہ نے جانے پر اصرار کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں۔ ''جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو دنیا اور آخرت میں سے ایک چیز پسند کرنے کا اختیار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو پسند فرمایا اور دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی۔ آپ بھی ان کا جگر گوشہ ہیں۔ اللہ کی قسم! آپ میں سے کوئی شخص بھی سلطنت اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکے گا، کیونکہ اللہ نے آپ کو دنیا سے اس لیے دور رکھا ہے کہ وہ اس سے بہتر چیز (یعنی آخرت) عطا فرمانے والا ہے۔ لیکن حسین رضی اللہ عنہ نے واپس جانے سے انکار کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپ سے گلے لگ کر رونے لگے اور فرمایا کہ میں تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں، ایک مقتول ہونے والے کی صورت میں۔ (البدایہ والنہایہ)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ:

آپ نے فرمایا: ''اے ابوعبداللہ (حسین رضی اللہ عنہ) میں نے آپ کو وصیت کرنے والا ہوں اور مجھے آپ سے بڑی شفقت ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اہل کوفہ نے آپ سے خط و کتابت کی ہے اور آپ کوفہ جانے والے ہیں۔ میں آپ کو منع کرتا ہوں کیونکہ میں نے آپ کے باپ علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا۔ اللہ کی قسم! میں ان سے اکتا گیا ہوں اور مجھے ان سے نفرت ہو گئی ہے۔ اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں اور مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور ان کی وفاداری کبھی نہ ہو گی۔ جس کسی نے ان کے ذریعے کامیاب حاصل کر لی اور اسے تیر نیم کش کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اللہ کی قسم نہ ان کی نیتیں صحیح ہیں اور نہ ہی کسی مسئلہ پر فیصلہ کن عزم اور نہ ہی تلوار پر صبر کر سکتے ہیں۔'' (البدایہ والنہایہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاعر فرزدق:

حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کو جاتے ہوئے راستہ میں آل رسول ﷺ کے مداح شاعر فرزدق سے ملے، اس سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے کہا عراق سے۔ آپ نے پوچھا، عراقیوں کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: ان کے دل آپ کے ساتھ اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔ راستے ہی میں عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ کے قاصد کے ذریعے مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر ملی تو واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر مسلم بن عقیل کے بیٹے نہ مانے اور اپنے باپ کے قتل کا انتقام لینے کا عہد کیا۔

عبیداللہ بن زیاد کو جب اطلاع ملی کہ حسین رضی اللہ عنہ ساتھیوں سمیت کوفہ آرہے ہیں تو اس نے حر بن یزید تمیمی کو ایک ہزار سپاہیوں کا دستہ دے کر بھیجا۔ مقام قادسیہ پر حر کی ملاقات حسین رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور پوچھا "اے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے لخت جگر! کہاں جا رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عراق کی طرف۔ اس نے کہا میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ لوٹ جائیں اور مجھے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی آزمائش میں نہ ڈالیے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم ماننے سے انکار کیا اور پیش قدمی جاری رکھی۔

کربلا میں داخلہ:

یہاں پہنچ کر آپ نے عراق جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ وہاں پر عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کی قیادت میں چار ہزار سپاہیوں کا دستہ بھی آ گیا۔ عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کی اور حسین رضی اللہ عنہ کی آپس میں گفتگو ہوئی۔ اس نے اپنے ساتھ کوفہ میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس چلنے کا حکم دیا مگر آپ نے انکار کر دیا۔ جب آپ کو معاملہ سنگین نظر آیا تو آپ نے عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھے تین باتوں میں سے ایک کا اختیار دیتا ہوں۔ جو تمہیں پسند ہو اس سے مجھے آگاہ کر دو۔

1: مجھے واپس جانے دو۔

2: پھر مسلمانوں کی سرحد میں سے کسی سرحد پر جانے دو۔ تاکہ میں کافروں سے جہاد کروں۔

3: پھر شام میں یزید کے پاس جانے دو تاکہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر بن سعد نے کہا آپ یزید کی طرف پیغام بھیجیں میں ابن زیاد کی طرف پیغام بھیجتا ہوں۔

جب قاصد عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہنچا اور تین شرائط کی خبر دی تو وہ راضی ہو گیا اور کہا جو حسین رضی اللہ عنہ کو پسند ہو وہ مجھے قبول ہے۔ اس وقت ابن زیاد کے پاس شمر ذی الجوشن بیٹھا تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا۔ حسین رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ اپنے آپ کو تمہارے سپرد کر دے۔ عبید اللہ بھی اس کی باتوں میں آ گیا اور شمر کو کربلا کی طرف روانہ کر دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو میرے پاس لے آؤ۔ شمر ذی الجوشن نے یہ بات حسین رضی اللہ عنہ سے کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو مسترد کر دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم میں کبھی بھی عبید اللہ بن زیاد کو گرفتاری نہ دوں گا۔

حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ 72 شہسوار تھے اور کوفی لشکر کی تعداد پانچ ہزار تھی۔

جمعۃ المبارک کے روز صبح سویرے فریقین کے درمیان لڑائی شروع ہوئی اور لشکر حسین رضی اللہ عنہ کے سپاہی ایک ایک کر کے شہید ہوتے گئے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی نہ بچا۔ بعد ازاں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دن کے طویل عرصے تک میدان میں گھومتے رہے اور کوئی شخص آپ کو قتل کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ شمر ذی الجوشن نے کوفی لشکر کے سپاہیوں کو پکارا اور کہا کہ "تم پر افسوس اس کو گھیر لو اور قتل کر دو۔ چنانچہ انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا اور جس شخص نے آپ کو قتل کیا وہ سنان بن انس نخعی تھا۔ جو قاتل عثمان رضی اللہ عنہ اشتر نخعی کے قبیلے کا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کو شمر ذی الجوشن نے قتل کیا۔ حسین بن نمیر اور زرعہ بن شریک تمیمی کا نام بھی قتل حسین رضی اللہ عنہ میں لیا جاتا ہے۔ جو بھی شریک تھا اس قتل میں وہ بڑا ہی بدبخت تھا۔

اصل حقائق

کتب تاریخ میں جو کچھ حقائق پر مبنی تھا، وہ ہم نے پوری دیانت داری سے بیان کر دیا ہے۔ اب ہم ان باتوں کی حقیقت بیان کرتے ہیں جنھیں محض زیب داستان کے لیے بیان کیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانی کی بندش:

یہ الزام جھوٹا ہے۔ ناسخ التواریخ کے شیعہ مورخ لکھتے ہیں۔ ''آنحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک کدال اٹھالی اور عورتوں کے خیموں سے باہر کی طرف 19 قدم قبلہ کی جانب چل کر گئے اور زمین کو تھوڑا سا کھودا کہ اچانک آب زلال وگوار زور سے نکل پڑا۔ آپ کے ساتھیوں نے نوش کیا اور مشکیں بھی پانی سے بھر لیں۔'' (کتاب دوم ابراہیم مطبوعہ ایران 1209ء)

راس حسین رضی اللہ عنہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے سر حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے پاس بھیجنے سے انکار کیا۔

(انوصیہ ابکریٰ)

ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹنے کی روایت متفق علیہ نہیں۔

خالد رضی اللہ عنہ بن عقبہ بن ابی معیط اموی صحابی، کوفہ میں رہتے تھے اور حسین رضی اللہ عنہ کی تدفین میں شامل تھے۔ (جمہرہ الانساب 106ء)

واقعہ کربلا کے راویوں کی حقیقت:

کربلا اور قتل حسین سے متعلق نوے فیصد روایات بیان کرنے والا لوط بن یحییٰ ابومخنف ہے اور یہ واقعہ کربلا کے وقت پیدا بھی نہیں ہوا تھا، یعنی اس نے بھی یہ ساری باتیں اِدھر اُدھر سے سنی یا خود گھڑ کر یہ سارے جھوٹے واقعات تقریباً ایک سو سال بعد تاریخ کے حوالے کیے۔

آئمہ رجال کے اقوال کے مطابق:

لوط بن یحییٰ ابومخنف کذاب تھا۔ (کشف الاحوال فی تقدیر الرجال)

ابوحاتم نے اور ائمہ جرح وتعدیل نے اسے متروک قرار دیا۔

(میزان الاعتدال امام ذہبی)

ابن عدی نے کہا ابواحنف کٹر شیعہ تھا اور شیعوں ہی کی خبریں روایت کرتا تھا۔

دوسرا راوی کلبی ہے اور یہ سبائی تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو کہتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کو موت نہیں آئی، وہ لوٹ کر دنیا میں آئیں گے اور اس کو عدل سے اس طرح بھر دیں گے جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح ظلم سے بھری ہوئی ہے۔

لوط بن یحییٰ ابو مخنف سے اکثر روایت نقل کرنے والے۔

ابن جریر طبری:

اس کا نام ابو جعفر بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب تھا۔ یہ 224 ہجری میں طبرستان کے شہر آمل میں پیدا ہوا۔ طبرستان کی نسبت سے طبری کہلایا۔ نسبتاً غالی رافضی خاندان کا فرد تھا۔ آخر میں بویہ جیسے غالی شیعہ امراء کی سرپرستی میں رہا۔

امام ذہبی ابن جریر طبری کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں شیعت تھی۔

(میزان الاعتدال جلد 3، ص 35)

غدیر خم کے جھوٹے قصے پر طبری نے "دو جلدیں لکھ ڈالیں جس میں جھوٹی روایات ہیں۔"

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب ماہ شوال 310 میں طبری کی وفات ہوئی تو اہل سنت میں سے حنبلیوں کی ایک جماعت نے اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا۔ اس لیے ان کو اپنے مکان کے اندر ہی دفن کر دیا گیا۔ (البدایہ والنہایہ) اور ان کو رافضی (شیعہ) بتایا۔

اب صحیح علم تو اللہ کے پاس ہے۔ ہم تو جو کچھ تاریخ میں لکھا ہے اسی کا سہارا لیتے ہیں۔

ماتم قتل حسین رضی اللہ عنہ کا بانی:

معز الدولہ دیلمی نے اپنے زمانہ اقتدار میں 10 محرم 352ء ماتم حسین رضی اللہ عنہ کا دن مقرر کیا یعنی تقریباً تین سو برس کے بعد۔ یہ شخص پکا شیعہ تھا۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"سنہ 352ء میں معز الدولہ بن بویہ نے حسین رضی اللہ عنہ بن علی بن ابی طالب پر ماتم کرنے کا حکم دیا۔" (البدایہ والنہایہ 383ء)

معز الدولہ دیلمی نے جامع اعظم کے گیٹ پر لکھوایا: "معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، غاصبین فدک (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر و عثمان رضی اللہ عنہما) امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول میں دفن کرنے سے روکنے والوں، ابو ذر رضی اللہ عنہ کو جلا وطن کرنے والوں اور عباس کو شوریٰ سے خارج کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والوں پر لعنت ہو۔" (ابن اثیر جلد 8، صفحہ 179)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کی شرعی حیثیت:

آپ رضی اللہ عنہ نے خروج سے کوئی دینی یا دنیاوی اصلاح نہ ہو سکی اور اسی لیے جلیل القدر صحابہ کرام نے اس فعل سے آپ کو سختی کے ساتھ روکا تھا۔ جس کا انجام اہل کوفہ کے ہاتھوں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ ایک تاریخی حادثہ ہے۔ مگر اس سے بڑے حادثات اس سے پیشتر بھی رونما ہو چکے۔

1: علی رضی اللہ عنہ کی شہادت 2: عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت۔

3: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت۔ 4: حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت۔

5: یحییٰ علیہ السلام کی شہادت۔ 6: ذکریا علیہ السلام کی شہادت۔

یہ تمام ہستیاں حسین رضی اللہ عنہ سے افضل تھیں مگر ہم ان پر کوئی ماتم نہیں کرتے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے اور گریبان چاک کرے۔" (بخاری)

2: "میں چیخنے چلانے، بال منڈوانے والے اور گریبان چاک کرنے والے سے بری ہوں۔" (مسلم)

3: "اگر نوحہ کرنے والی توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو خارش کی اوڑھنی اور گندھک کی قمیض پہنچائی جائے گی۔" (مسلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق تین گروہ

پہلا گروہ:

جو کوئی انسان اس حال میں تمہارے پاس آئے کہ تمہاری امارت ایک شخص کے سپرد ہو اور تمہاری جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہو تو اس کو قتل کر دو۔ خواہ وہ انسان کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

دوسرا گروہ:

شیعہ کہتے ہیں حسین رضی اللہ عنہ امام تھے اور ان کی اطاعت واجب تھی اور خلافت ان کا حق تھا۔

تیسرا گروہ:

تیسرا گروہ کہتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ نہ امام وقت تھے اور نہ حالت بغاوت میں تھے۔

اس لیے حسین رضی اللہ عنہ نے تین طرح کی شرائط رکھیں تھیں اس میں ایک یزید کے پاس جا کر بیعت کرنے کا عزم بھی تھا۔

میں سمجھتا ہوں آخری فکر یا عقیدہ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہتر ہے۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ میں یزید کا کردار:

ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ”تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یزید بن معاویہ نے حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا۔ البتہ ابن زیاد کی طرف ضرور لکھا تھا کہ وہ آپ کو عراق کی امارت سے روکے۔ اور جب اسے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو اس نے اس پر سخت رنج والم کا اظہار کیا، اور اس کے گھر سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اور اس نے اہل بیت کی مستورات کو بھی قیدی نہیں بنایا۔ بلکہ ان کا احترام وعزت افزائی کی اور عزت واحترام سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مدینہ بھجوادیا۔

امیر رحمہ اللہ کی طرف سے بنی ہاشم کی خواتین کی بے عزتی اور توہین کی تمام تر روایات شیعہ ہی بیان کرتے ہیں اور جو سراسر جھوٹ پر مبنی ہیں۔

سچ یہ ہے کہ بنی امیہ، بنی ہاشم کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔ جب حجاج بن یوسف رحمہ اللہ نے فاطمہ بنت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ یہ صرف بنی ہاشم کی خواتین کی عزت و تکریم کی وجہ سے کیا۔

(منہاج السنہ)

بنی امیہ اور بنی ہاشم کی رشتہ داریاں:

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اپنی تینوں بیٹیاں اموی خاندان میں بیاہی تھیں۔ ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہما بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، یکے بعد دیگرے عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں جو بنو امیہ سے تھے۔

☆ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، زوجہ حضرت العاص بن ربیع، یہ بھی بنو امیہ میں سے تھے۔

اہل بیت اور بنو امیہ کی رشتہ داریاں:

	اہل بیت		بنو امیہ
:1	ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	زوجہ	عثمان غنی اموی رضی اللہ عنہ
:2	رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	زوجہ	عثمان غنی اموی رضی اللہ عنہ
:3	زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	زوجہ	العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ اموی
:4	ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ	زوجہ	عمر فاروق رضی اللہ عنہ
:5	اسماء بنت عمیس بیوہ ابوبکر رضی اللہ عنہ	زوجہ	علی رضی اللہ عنہ
:6	امامہ بنت العاص اموی	زوجہ	علی رضی اللہ عنہ
:7	ام مروہ بنت قاسم بن ابوبکر	زوجہ	محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ اہل بیت
:8	ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر	زوجہ	ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ اموی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

9: سکینہ بنت حسین ھاشمیہ زوجہ مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ

اہل بیت اور خلفاء ثلاثہ کی رشتہ داریاں:

بعض لوگ اہل بیت اور خلفاء ثلاثہ (ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان رضی اللہ عنہم) کے درمیان دشمنی کا تصور پیش کرتے ہیں جبکہ یہ صریح جھوٹ ہے۔ ان کے درمیان نہ صرف محبت اور تعلق تھا بلکہ رشتہ داریاں بھی تھیں۔ مثلاً ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ عثمان غنی اموی رضی اللہ عنہ۔ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ عثمان غنی اموی رضی اللہ عنہ۔ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ اسماء بنت عمیس بیوہ ابوبکر رضی اللہ عنہ زوجہ علی رضی اللہ عنہ۔ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر زوجہ ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ اموی۔

علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے۔ (سیر اعلام النبلاء)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے تھے: ''اے اللہ! تو ان سے محبت رکھ اور ہر اس شخص سے محبت کر جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

یزید بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور فرمایا: ''اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔'' (ترمذی)

حسین رضی اللہ عنہ کی عمر سات برس تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور 10 محرم 61 ہجری میں یہ بھی وفات پاگئے۔

یزید اور واقعہ حرہ

یزید کی خلافت کا دوسرا بڑا واقعہ، واقعہ حرہ ہے۔

حادثہ کربلا کے بعد اہل مدینہ نے بغاوت و سرکشی کا راستہ اختیار کیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو عرصہ تین برس مکہ پر قابض تھے۔ اپنی حکومت کو وسیع کرنے کی کوششیں تیز کر دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یزید نے ان کو خط لکھا "جو اچھائیاں آپ کر چکے ہیں ان کو باطل نہ کیجئے۔ لوگ جس بیعت میں داخل ہو چکے ہیں آپ بھی اس میں داخل ہو جائیں اور لوگوں کو فتنہ میں مبتلا نہ کریں، اور اللہ کے حرم کی بے حرمتی کا ارتکاب ترک کر دیں۔ (الانساب الاشراف بلاذری) مگر زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور دوبارہ خلافت کے انتخاب کے لیے کہا۔

یزید نے قسم کھائی کہ اب ان کو گرفتار کیا جائے۔ عامل مدینہ نے مدینہ کے پولیس سربراہ عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ جو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بھائی تھے، کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیر کو اطلاع دی اور بیعت کرنے کا حکم دیا، لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور اپنے سوتیلے بھائی عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قید کر دیا اور شدید زدوکوب کے بعد ان کی جان نکل گئی۔ (الانساب الاشراف) پھر لاش کو سولی پر چڑھایا گیا۔ طائف شہر پر حملہ کیا اور یزید کے عامل سعد مولیٰ عتبہ بن ابی سفیان اپنے پچاس آدمیوں سمیت قلعہ بند ہو گئے۔ مگر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو گرفتار کر کے حرم میں لا کر ان کی گردنیں اتار دیں۔ (بلاذری)

یزید نے عامل مدینہ عثمان بن محمد ابوسفیان کو خط لکھا کہ اہل مدینہ کا وفد میرے پاس بھیجو تاکہ میں ان کی باتیں سنوں اور سمجھاؤں۔ عامل مدینہ نے بغاوت کے سرغنہ افراد کا انتخاب کیا جن میں عبداللہ بن مطیع اور منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ امیر المؤمنین نے وفد کی بڑی آؤ بھگت کی اور انعام واکرام سے نوازا مگر وفد مدینہ واپس آیا تو اور زیادہ شدومد سے مخالفت پر اتر آیا۔ مدینہ کے بزرگوں محمد بن علی رضی اللہ عنہ (ابن الحنفیہ)، علی بن الحسین رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بغاوت پھیلانے والوں کو بہت سمجھایا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دعویٰ خلافت کی سخت مخالفت کی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام اہل خاندان کو بلوا کر وہ حدیث سنائی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت پر دوسری بیعت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور کہا کہ اس فتنہ میں اگر کوئی شریک ہوا تو اس سے میرا تعلق نہیں۔" (بخاری، کتاب الفتن)

باغیوں نے بنی امیہ کو محصور کر دیا اور ان کا پانی بند کر دیا۔ بنی امیہ کے تقریباً ایک ہزار افراد نے اس کاروائی کی اطلاع امیر المؤمنین کے پاس بھیجی۔ بالآخر باغیوں نے بنوامیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بشمول امیر مدینہ کو مدینہ بدر کر دیا اور مدینہ پر قابض ہو گئے۔

یزید نے باغیوں کی سرکوبی کے لیے امیر مسلمہ بن مری کی قیادت میں دس ہزار کا ایک لشکر روانہ کیا، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین بھی تھے۔ سپہ سالار کو ہدایت کی کہ پہلے اہل مدینہ کو سمجھائیں اور اطاعت کی دعوت دیں اور انکار کی صورت میں تلوار اٹھانا۔ (ابن اثیر)

امیر مسلم رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے اہل مدینہ! یزید سمجھتے ہیں کہ تم لوگ اصل ہو، تمہارا خون بہانا ان کو گوارا نہیں۔ تمہارے لیے تین دن کی مدت مقرر کرتا ہوں، جو کوئی تم میں سے توبہ کرے گا اور حق کی طرف رجوع کرے گا، ہم اس کا عذر قبول کر لیں گے اور یہاں سے چلے جائیں گے اور اس ملحد کی طرف متوجہ ہوں گے جو مکہ میں ہے۔ اور اگر تم نہ مانو گے تو سمجھ لو کہ ہم حجت پوری کر چکے ہیں۔"

تین دن گزرنے کے بعد پھر دوبارہ اہل مدینہ کو مخاطب کیا اور کہا کہ اب تین دن پورے ہو چکے ہیں، کہو اب تم کو کیا منظور ہے، ملنا چاہتے ہو یا لڑنا؟ اہل مدینہ نے کہا ہم لڑیں گے اور جواب میں گالیاں دیں۔ مدینہ کے تین اطراف میں خندقیں کھود لیں۔ قبیلہ بنو عبد الاشہل جو باغیوں کے ساتھ نہ تھے۔ لشکر اہل شام سے کہا کہ ان کے علاقے سے شہر میں داخل ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر لڑائی ہوئی چند سرغنہ افراد مارے گئے اور کچھ بھاگ کھڑے ہوئے، جن میں باغیوں کے سردار عبداللہ بن مطیع بھی تھے اور مکہ جا کر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ پانچ یا چھ سرغنہ جو گرفتار ہوئے ان کو قتل کر دیا گیا۔ رہا وہ جھوٹ کا پلندہ جس میں کہا گیا ہے کہ ہزاروں افراد قتل ہوئے اور دو ہزار کنواری لڑکیاں حمل سے ہوئیں اور مدینہ کو لوٹا گیا۔ یہ جھوٹی داستانیں ہیں۔ یہ جھوٹی روایات ابو مخنف، طبری اور ہشام کلبی نے گھڑی ہیں۔ ان روایات میں بھی خواتین کی بے حرمتی کا ذکر نہیں۔ جو افواج فارس و روم کو فتح کرتے وقت بھی اسلامی اصولوں کا خیال رکھتے تھے، وہ مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر اس قدر وحشی ہو گئے تھے؟ یہ ناممکن ہے اور کوئی بھی ذی شعور انسان اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہفتہ عشرہ میں مدینہ کو پاک و صاف کرنے کے بعد روح بن زنباع الجزامی کو مدینہ کا امیر متعین کیا اور نصف محرم 64 ہجری کو امیر مسلم رحمہ اللہ مکہ معظم کے لیے روانہ ہوئے۔ امیر بہت بوڑھے بھی تھے اور بیمار بھی، انہوں نے بیماری کی حالت میں ہی باغیوں کا مقابلہ کیا تھا۔ مدینہ سے روانگی کے بعد راستے میں فوت ہو گئے اور حصین بن نمیران کے جانشین مقرر ہوئے۔

7 محرم 64 ھ کو مکہ میں داخل ہوئے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ امیر المؤمنین کی اطاعت قبول کر لیں تو ان کے ساتھ نیک برتاؤ ہو گا۔ چاہیں گے تو آپ کو حجاز کا والی بنا دیا جائے گا۔ مگر ان لوگوں نے الٹا جواب دیا، کچھ جھڑپیں ہوئیں، جن میں بنی ہاشم کے تین افراد مارے گئے اور ابن زبیر کے چار آدمی قتل اور کچھ زخمی ہوئے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے جس کا نام مسلم تھا برچھی کی نوک پر انگارہ اٹھا رہا تھا۔ ہوا تیز چل رہی تھی۔ انگارہ غلاف کعبہ پر پڑا اور غلاف کو آگ لگ گئی۔ (بلاذری)

مکہ کا محاصرہ جاری تھا کہ یزید کی موت کی خبر آئی تو حصین بن نمیر نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور کہا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ چونکہ بنی امیہ میں کوئی ایسا شخص نہیں جو آپ کا مدمقابل ہو۔ آپ میرے ساتھ شام چلیں اور تمام اہل شام آپ کی بیعت میں آجائیں گے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ میں اس وقت تک اس بات راضی نہیں جب تک ایک حجازی کے بدلے میں دس شامیوں کا سر قلم نہ کروں۔ حصین بن نمیر نے کہا کہ جو شخص آپ کو عرب کا مدبر کہتا ہے وہ غلطی پر ہے۔ میں آپ سے راز کی بات کہتا ہوں اور آپ خونریزی پر آمادہ ہیں۔ آخر میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ مکہ ہی میں ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے وہ شام نہ جائیں۔ لیکن حصین نے کہا یہاں بیعت بے کار ہے، شام جانا ضروری ہے (کیونکہ شام مسلمانوں کا دارالخلافہ ہے لیکن ابن زبیر نہ مانے) اور حصین مایوس ہو کر شام لوٹ گئے۔ (مستدرک حاکم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یزید کی فتوحات

رومیوں سے جہاد:

62 ھ میں عقبہ بن نافع نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ میں جہاد کے لیے روانہ ہو رہا ہوں اور دل سے شہادت کی خواہش ہے۔ زہیر بن قیس کو مختصر فوج کے ساتھ قیروان کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر مغرب کی طرف روانہ ہوئے۔ شہر باغانہ پر رومی لشکر سے مقابلہ ہوا، سخت لڑائی کے بعد رومی فرار ہو گئے۔ مسلمانوں کی فتوحات دیکھ کر رومیوں نے بربریوں سے مل کر مسلمانوں سے مقابلہ کیا۔ مگر مسلمانوں کی قلیل تعداد نے مشترکہ افواج کو شکست دی۔

شہر طینہ پر رومی بطریق سے آخری مقابلہ ہوا۔ جس میں رومی گورنر نے اپنے آپ کو عقبہ بن نافع کے حوالے کر دیا۔ عقبہ نے اسے آزاد کر دیا اور شہر طینہ کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر آگے بڑھ گیا۔ پھر تمام مراکش کو فتح کیا اور بحر اٹلانٹک کے ساحل تک پہنچ گیا اور اپنے گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیا اور فرمایا:

"الٰہی سمندر حائل نہ ہوتا تو میں جہاں تک تیری زمین ملتی جہاد کرتا۔"

عقبہ بن نافع کی شہادت:

عقبہ نے جب قیروان کی طرف واپسی کا ارادہ کیا۔ اس وقت تک تمام افریقہ فتوحات اسلامی میں شامل ہو چکا تھا۔

عقبہ نے اسلامی لشکر کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بانٹ دیا۔ عقبہ جب تھوڑے سے لشکر کے ساتھ مقام تہوذا پہنچے تو رومیوں اور بربریوں نے مسلمانوں کی کم تعداد دیکھ کر حملہ کا منصوبہ بنایا۔ عقبہ کی فوج میں ایک فوجی سپہ سالار کسیلہ جس نے کچھ عرصہ قبل ہی اسلام قبول کیا تھا، جا کر رومی فوج سے مل گیا اور مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر کر شہید کر دیا۔

حرف آخر:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ (البقرہ : 286)
"کسی شخص نے جو نیکی کمائی اس کا پھل اسی کے لیے اور برائی کیا وبال بھی اسی پر۔"

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ﴾ (الانعام : 164)
"اور بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔"

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: جن لوگوں نے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کیا ہے، اس میں بہت سی جھوٹی باتیں بڑھا دیں اور مجہول سندوں کے ساتھ روایات کی گئی ہیں، یہ کہ سر کا یزید کے پاس لانا، جس نے دانتوں پر چھڑی ماری تھی۔ اول تو یہ بات قطعاً ثابت ہی نہیں، دوسرے روایت میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں چھڑی مارتے وقت بتائی جاتی ہے وہ اس وقت ملک شام میں موجود ہی نہ تھے۔ (منہاج السنة)

اسی طرح سر کٹوا کر تشہیر کرنے کی سب روایات جھوٹی ہیں۔ ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ "راس الحسین" میں لکھا ہے: "وہ قطعاً جھوٹا ہے جس نے انس وابی برزہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں یزید کا سر حسین رضی اللہ عنہ پر چھڑی کی نوک مارنے کو بیان کیا ہے۔ اس کا جھوٹ نقل متواتر سے ظاہر ہے۔ (رسالہ راس الحسین رضی اللہ عنہ)

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ

سے

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ

تک